ہفت روزہ
لاہور

ترجمان اسلام

نگرانِ اعلیٰ
مفتی محمودؒ

اسلامی اقدار کا نقیب





جہاں بانوں سے کیا ہوگا

یہ حیوانوں کی آبادی ہے انسانوں سے کیا ہوگا
کہ دیوانوں کے صحراؤں میں فرزانوں سے کیا ہوگا

جنہیں کل تک جہاں میں بُت شکن ہونیکا دعویٰ تھا
انہی کو فکر رہتی ہے صنم خانوں سے کیا ہوگا

تعجب ہو رہا ہے یہ نسیمِ صُبح گاہی کو!
بہاروں پر تو یہ گذری ہے ویرانوں سے کیا ہوگا

نہ پوچھو! لالہ و گل سے خزاں کی داستاں کیا ہے
بہاریں خود بتائیں گی کہ ویرانوں سے کیا ہوگا

ذرا سلطانیٔ جمہور گر آجائے تو دیکھو گے!
نظامِ بادشاہی کے ان ایوانوں سے کیا ہوگا

نہیں میخوار ہی غمناک، ساقی بھی پریشاں ہیں!
صراحی کس طرح ٹوٹے گی پیمانوں سے کیا ہوگا

خدارا یہ تو سمجھاؤ جہاں کے فلسفہ دانو!
بگڑ بیٹھے جو دیوانے تو فرزانوں سے کیا ہوگا

ہوائیں مُطمئن ہیں شاد ہیں سرو سمن لیکن
پریشاں برگ و باراں ہیں گلستانوں سے کیا ہوگا

توانائیوں سے مت پوچھو نتیجہ کاخِ اُمرا کا
یہ دستِ ناتواں جانے کہ کاشانوں سے کیا ہوگا

کبھی سوچا بھی ہے تم نے زمانے کے خردمندو!
گلستاں کے اُجڑنے پر بیابانوں سے کیا ہوگا

علَم لہرا رہے ہیں انقلابِ آدمیّت کے
بغاوت ہو گئی گر تو جہاں بانوں سے کیا ہوگا

کبھی جانباز تم نے حشر کا انجام سوچا ہے؟
حقیقت سامنے آئی تو افسانوں سے کیا ہوگا۔

مرزا غلام نبی جانباز



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۱

جمعۃ المبارک ۷ جنوری ۱۹۷۷ء ۱۶ محرم الحرام

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ ——— روپے
ششماہی
۲۳ ——— روپے
سہ ماہی ——— ۱۱/۵۰ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

مطبوعات جمعیت علماء اسلام پاکستان

اداریہ

اکرام القادری

سالِ نو اور انتخابات کی آمد آمد!

اس مرتبہ ۱۹۷۷ء کی آمد سے پہلے سیاسی حلقوں میں ۱۹۷۷ء کو ملک گیر انتخابات کا سال قرار دیا جا رہا تھا۔ وزیر اعظم کی تقریروں اور ان کے مبہم بیانات کی روشنی میں سیاسی شد بد رکھنے والا ہر شخص یہ کہنے میں حق بجانب تھا کہ خواہ وزیر اعظم انتخابات کی تاریخ کے تعین کے سلسلے میں کتنا ہی اخفاء و ابہام سے کام لیں اور اپوزیشن کو کتنا ہی قیاس آرائیوں میں رکھنے کی کوشش کریں کم از کم ۱۹۷۷ء میں تو انتخابات ضرور ہو جائیں گے۔

اپنے حالیہ بیان میں تو وزیر اعظم نے مہینوں کے نام شمار کر کے سیاسی حلقوں میں اس یقین اور خیال کو مزید تقویت پہونچا دی۔ انہوں نے صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا ہے کہ ہمسایہ ممالک انتخابات کرائیں یا نہ کرائیں۔ ہمارے ملک میں انتخابات ضرور ہوں گے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہنگامی حالات کے خاتمے کے سلسلے میں ان ہی ہمسایہ ممالک کو مثال بناتے ہوئے کہا ہے کہ اپوزیشن والے کہتے ہیں کہ ہنگامی حالات ختم کر دیئے جائیں۔ ہنگامی حالات کیسے ختم کیے جا سکتے ہیں جب کہ بھارت میں ابھی تک ہنگامی حالات موجود ہیں۔

اپنے ملک میں ہنگامی حالت برقرار رکھنے کے جواز میں وزیر اعظم موصوف کی یہ دلیل کتنی ہی منطقی سہی کم از کم سیاسی بصیرت رکھنے والے کسی فرد کی سمجھ سے بہر صورت بالا ہے۔

ایک طرف تو وزیر اعظم صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ انتخابات کے معاملے میں ہم اپنے پڑوسی ممالک کی تقلید نہیں کریں گے۔ کیونکہ انتخابات کے عمل سے جمہوریت کو تقویت ملتی ہے اور ملک کو استحکام حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے ہی لمحے وہ انہی ممالک کی اتباع میں ہنگامی حالت کو ختم نہ کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ اس موقع پر نہ جانے وزیر اعظم جمہوریت کے فروغ کو کیوں فراموش کر دیتے ہیں، جب کہ ہنگامی حالات کا خاتمہ، شہری آزادیوں کی بحالی، سیاسی سرگرمیوں کی اجازت، اور دفعہ ۱۴۴ کا تعطل جمہوریت کی جان ہیں۔

جمہوری عمل کو تو فروغ ہی اس وقت ہو گا جب ان تمام چیزوں کو ختم کر دیا جائے گا۔

وزیر اعظم اور ان کے وزراء بار بار اس بات کا بھی اعلان کر رہے ہیں کہ انتخابات آزادانہ ہوں گے، مگر اس کے ساتھ ہی ہنگامی حالات کے خاتمے اور سیاسی سرگرمیوں کی اجازت دینے سے بھی انکاری ہیں۔

آزادانہ انتخابات کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ فریق ثانی کو بھی برابر کی سطح پر انتخابی مہم کے آغاز کی اجازت ہو۔ موجودہ حالت کے برقرار رہتے ہوئے آزادانہ انتخابات کی توقع رکھنا مُردوں سے مُرادیں مانگنے کے مترادف ہے!!

اس سلسلے میں ہماری اپوزیشن سے بھی دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھیں، بلکہ جس حد تک ممکن ہو سیاسی سرگرمیوں کا آغاز کریں۔ یہ کبھی نہیں ہو گا کہ موجودہ حکومت ان کی خواہش کے مطابق چار پانچ ماہ کا عرصہ انتخابی سرگرمیوں کے لیے دے گی۔ نظر بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ بھٹو صاحب اپنی افتاد طبع کے مطابق اچانک انتخابات کی تاریخ کا اعلان کر کے اپوزیشن کو ھل من مبارز کی دعوت دیں گے

اپوزیشن نے انتخابات میں اگر حصہ لینا ہے تو گومگو اور نیم دروں نیم بروں کی پوزیشن ترک کر کے میدان میں آجانا چاہیے اور اپنی آواز ممکنہ حد تک عوام تک پہونچانی چاہیے۔ موجودہ صورت حال کا تقاضا بھی یہی ہے۔ اپوزیشن اگر احتیاط اور مزید سوچ و بچار کی روش پر اسی طرح گامزن رہی تو عوام کا اعتماد مجروح ہو گا جو ملک و قوم کے لیے ضرر رساں ہے۔

میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ سے شائع کیا

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی پارلیمانی بورڈ کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے
مرکزی پارلیمانی بورڈ و مالیاتی کمیٹی
کا مشترکہ اجلاس بتاریخ ۷ محرم
الحرام ۹۷ھ بمطابق ۹ جنوری
۷۷ء بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے
مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ
لاہور میں منعقد ہو گا۔

ہماری مصنوعات

سائیکلوں
کے خوبصورت، پائیدار، مضبوط
ڈیرہ پا اسٹینڈ، کیریئر کے لیے ہمیں
خدمت کا موقع دیں۔ تھوک خریدنے پر خاص رعایت
الفرید سٹیل پروڈکٹس پاکپتن روڈ عارفوالہ

الطاف حسین
وسرکولیشن منیجر

ضلع رحیم یار خان و بہاول پور
کے دورہ پر ہیں۔
جماعتی احباب تعاون فرمائیں
(ادارہ)

ضروری وضاحت

بلوچستان کی صوبائی مجلس
شوریٰ کے اجلاس کی تاریخ
یکم جنوری کی بجائے

۹ جنوری ہے

احباب مطلع رہیں۔
حافظ حسین احمد
صوبائی ناظم نشریات۔

ہمارے ہاں

سامانِ کریانہ

تھوک و پرچون، گھی،
بسکٹ چائے، دالیں
چاول بازار سے بارعایت دستیاب ہیں۔
پروپرائٹر مولوی محمد یوسف مولوی عبد اللطیف
فون ۸۷۶ - بہاولنگر

دار العلوم جامعہ محمودیہ چوٹی زیریں ڈیرہ غازی خان۔

سرپرست - سردار محمد خان لغاری

مدرسہ ہذا عرصہ ۲۶ سال سے علاقہ چوٹی زیریں
میں علم دین کی شمع روشن کیے ہوئے ہے۔ مدرسہ ہذا
میں ۳۵ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ طلبہ کے جملہ اخراجات
کا مدرسہ کفیل ہے۔ طلبہ کو ۱۰ روپیہ ماہوار
وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔
مدرسہ میں دو عربی فارسی، ایک حفظ ایک
تجوید کے اساتذہ ہمہ وقتی طلبہ کو تعلیم دیتے ہیں۔
اہل خیر حضرات سے زکوٰۃ صدقات معطیات کی اپیل ہے۔

مہتمم غلام احمد مدرسہ ہذا

دیانت، امانت، خدمت
کے جذبے سے ہم

زرعی اجناس

کی خرید و فروخت کرتے ہیں، لہذا آپ
گندم کپاس، گڑ، شکر، کھانڈ، جوار،
سرسوں و دیگر زرعی اجناس کی خرید و فروخت

فون نمبر ۹۲۱۱

[illegible]

اکبر برادرز کمیشن ایجنٹس غلہ منڈی ہارون آباد

ترجمان اسلام میں
اشتہار
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

کشتہ جات، مرکبات، پٹینٹ دیسی ادویات

عرصہ پچاس سال سے ملک بھر میں مقبول ہیں ہر جگہ دستیاب ہیں

بنانے والے: حقانی کشتہ جات رجسٹرڈ منچن آباد ضلع بہاولنگر

عمیر الہاشمی کے قلم سے

قومی معیشت نیم جاں ہو چکی ہے
مگر ملک پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گیا ہے ؟

قائدِ اعظم محمد علی جناح کا صد سالہ جشن

اور ہماری قومی ذمہ داریاں !!

قایدِ اعظم محمد علی جناح کا صد سالہ جشن منایا جا رہا ہے اندرونِ ملک سرکاری نیم سرکاری اور غیر سرکاری ادارے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں مختلف مقامات پر سیمنار، جلسے، نمائشیں منعقد ہو رہی ہیں ـ بین الاقوامی کانگریس کے لیے بیرونِ ملک سے متعدد افراد و مدعو کیا گیا ہے ـ بیرونِ ملک بھی مختلف ممالک میں جہاں کہیں پاکستانی موجود ہیں ـ تقاریب کا اہتمام کیا جا رہا ہے ـ سربراہانِ مملکت کو قایدِ اعظم گولڈ میڈل پیش کیے جا رہے ہیں ـ قومی اخبارات، رسائل و جراید " اقوالِ قاید " اور قاید کی سیرت کے متعدد پہلو اجاگر کر رہے ہیں ـ

ان تمام چیزوں سے ہمیں انکار نہیں ـ ان کی اہمیت و افادیت اپنی جگہ بجا سہی، لیکن سوال طلب امر یہ ہے کہ قایدِ اعظم محمد علی جناح جو بانیٔ پاکستان تھے اور اسی حیثیت کی بنا پر آج پاکستان کے طول و عرض میں ان کا صد سالہ جشن منایا جا رہا ہے ـ اور اسی بنا پر اس مملکت میں خدا اور رسول کے خلاف بات سنی جا سکتی ہے، لیکن قایدِ اعظم کی شانِ میں کوئی گستاخانہ جملہ برداشت نہیں کیا جا سکتا ـ انہوں نے جن اغراض و مقاصد کو بیان فرما کر قوم کو اتحاد و تنظیم کی لڑی میں پرو کر ایک عظیم مملکت حاصل کی تھی، کیا ہم نے وہ اغراض و مقاصد حاصل کر لیے ہیں ؟

نسلِ نو کے دماغ و دل میں جہاں یہ بات سرایت کیے جا رہی ہے کہ برصغیر میں ملّتِ اسلامیہ کی آزادی کی جد و جہد کی تاریخ محض تین اشخاص کے گرد گھومتی ہے

اول سر سید احمد خان ـ

جنہوں نے مسلمانوں کی اقتصادی اور تعلیمی فلاح کی جد و جہد کی ـ

دوم ـ علامہ سر محمد اقبال ـ

جنہوں نے نظریہ پاکستان پیش فرمایا ـ

سوم ـ قایدِ اعظم محمد علی جناح ـ

جنہوں نے حصولِ پاکستان کا معرکہ سر کیا

وہاں ان کے اذہان سے یہ بات محو کی جا رہی ہے کہ آیا دنیا کے جغرافیائی نقشے میں تغیر و تبدل کی کیوں ضرورت محسوس کی گئی ؟ پاکستان بنانے کے لیے قوم کے سامنے کیا نعرے لگائے گئے ـ ؟ مقاصدِ پاکستان کیا تھے ـ ؟

خود بقول قایدِ اعظم محمد علی جناح کہ :

" پاکستان کو ہم ایک تجربہ گاہ کے طور پر حاصل کرنا چاہتے ہیں ـ جہاں ہم اسلام کے اصول و ضوابط کے نفاذ کا عملی تجربہ کریں گے "

آج پاکستان کو قائم ہوئے تیس سال کا عرصہ ہو رہا ہے ـ مسلم لیگی حکومت سے لے کر پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تک خدا جانے کتنی حکومتیں قائم اور تبدیل ہوئیں، لیکن کم از کم ہم نے نہ دیکھا اور نہ ہی سنا اور پڑھا کہ کسی بھی حکومت نے اس بدنصیب خطۂ ارضی میں دینِ فطرت اسلام کے زریں اصولوں کو نافذ العمل قرار دیا ہو، ماسوائے سرحد کے اس مختصر ترین دور کے جو اس ملّت کے عظیم سپوت مولانا مفتی محمود صاحب کی حکومت سے متعلق ہے، بلکہ اس ملک میں جس کے حصول کے لیے لاکھوں عصمت مآب بیٹیوں کی ردائے عصمت اغیار نے تار تار کیں، ہزاروں ماؤں کے نورِ نظر نیزوں کی انی پر اچھالے گئے، لاکھوں متمول اور صاحبِ ثروت اور صاحب نصاب لوگ مستحق زکوٰۃ بن گئے ـ جو لوگ اپنے دسترخوان پر روزانہ بلا ناغہ سینکڑوں مستحقین کو نوازتے تھے محض اسلامی نظام کے احیاء و نفاذ کے حسین خواب کی تعبیر دیکھنے کے لیے اپنے سے کم تر لوگوں کی مزدوری کرنے پر مجبور ہو گئے، لیکن ان تمام کی قربانیاں ثمر آور ثابت ہوئیں ؟ حالات و واقعات اس سوال کا جواب دینے سے شرمندگی محسوس کر رہے ہیں ـ آیئے ہم خود دیکھتے ہیں کہ اسلام کے نام پر لی گئی مملکت جو کہ محض

" لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه "

کا نعرہ لگا کر مسلمانوں نے خون کے بدلے زمین حاصل کی تھی اس پر ان کے ارمانوں کا مزید خون کیسے کیا گیا ؟

پاکستان قائم ہوتے ہی جو پہلی گورنمنٹ تشکیل دی گئی اس کا وزیرِ خارجہ قادیانی اور وزیرِ قانون ہندو مقرر ہوا ـ علامہ شبیر احمد عثمانی علیہ الرحمۃ کی جد و جہد سے جنہوں نے تقسیم برصغیر سے قبل پاکستان کے حصول کے لیے اس قدر جد و جہد کی کہ اگر وہ جد و جہد مسلم لیگ کے پلڑے سے نکال دی جائے تو حصولِ پاکستان ممکن نظر نہیں آتا، اسلامی کام اس حد تک ہو سکا کہ اسمبلی نے قرار دادِ مقاصد پاس کر دی اور بس ! قانون وہی فرنگی کا ـ

قایدِ اعظم محمد علی جناح اور علامہ شبیر احمد عثمانی علیہ الرحمہ آگے پیچھے اس مملکت کے باسیوں کو روتا اور بلکتا چھوڑ کر خالقِ حقیقی سے جا ملے ـ

بعد کے آنے والوں نے " خدمتِ اسلام " کے ایسے ایسے کارہائے جلیلہ سر انجام دیئے کہ تاریخ خود اپنے وجود پر شرمسار نظر آتی ہے ـ ایک نا اہل اور بد دماغ شخص زمین کی محوری گردش کے ساتھ ساتھ حکومتیں تبدیل کرتا رہا ـ اس دور کا سب سے بڑا قانون مفاد مقرر ہوا ـ کچھ دنوں بعد اسلام کو اس حد تک خوش کیا گیا کہ آئین و دستور میں مملکت کا نام " اسلامی جمہوریہ پاکستان " رکھ دیا گیا ـ اور مملکت کا سرکاری مذہب اسلام قرار پایا اور بس ـ

حکومتیں بنتی اور بدلتی رہیں۔ اسی دور میں صاحبانِ اقتدار کا اہلِ وطن سے اخلاص بلسوا کے چہرے کی حیا بن چکا تھا۔

لہٰذا اس کشمکش میں ایک اور صاحبِ مسند اقتدار پر فروکش ہوئے۔ انہوں نے تو اسلام کی اسقدر "خدمت" کی کہ الحفیظ والامان۔ خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت اسی دور میں متعین کی گئی، عائلی قوانین میں موشگافیاں اور مشینی ذبیحہ سمیت خدا جانے کیسے کیسے احکاماتِ اسلامی اس دورِ ہمایونی میں شانِ اسلام بڑھانے کے لیے نافذ کیے گئے۔ پاکستان میں دین کو بازاری جنس کی حیثیت سے پہلی بار منڈی میں اسی دور میں لایا گیا۔ اور اس کے کمیشن ایجنٹس درباری ملا بھی اسی دور میں دیکھے گئے۔

الغرض جب پاکستان جو کہ مختلف معاشرت کے حامل صوبوں پر مشتمل ایک اکائی تھا۔ اس کے بنیادی مقصد سے انحراف تسلسل کے ساتھ جاری رہا۔ تو مختلف صوبوں کے باسیوں کی فکر میں بھی طرزِ بود و باش کی طرح اختلاف پیدا ہو گیا۔ جب دیکھا گیا کہ اصل مقصد سے ہر حکومت پہلوتہی کر رہی ہے تو ہر صوبے نے اپنے مفادات کے تحفظ کا نعرہ بلند کیا اور باہمی مفادات کی سرد جنگ جاری ہو گئی۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جس خطۂ ارضی کو محض اسلام کی خاطر حاصل کیا گیا اب اس میں محض مفادات کی جنگ شروع کر دی گئی اور بالآخر ہم نے آپ نے اور دنیا کے ہر باسی نے یہ بھی دیکھا کہ قایدِ اعظم کا پاکستان جو انہوں نے اسلام کے قوانین کے نفاذ کی تجربہ گاہ کے طور پر حاصل کیا تھا دو لخت ہو گیا ——!!

وہ تجربہ گاہ ٹوٹ گئی یا توڑ دی گئی۔ غم خوارانِ ملت اور ہمدردانِ اسلام خون کے آنسو رو رہے تھے کیونکہ دشمنانِ اسلام کو یہ کہنے کا موقع میسر آ گیا کہ اسلام کی تجربہ گاہ کو کیا ہوا۔ جس عمل کی تجربہ گاہ ہی سالم نہ ہے تو وہ عمل کیسے صحیح رہ سکتا ہے؟

خدانخواستہ بقول ان کے عصرِ حاضر میں اسلام نافذ العمل ہونے سے عاری ہے جبکہ ملت اسی کربِ جاں سے تڑپ رہا تھا کہ قایدِ اعظم کے بعد ایک قایدِ عوام نے اسلام ہمارا دین ہے کا نعرہ لگا کر قوم کے زخموں پر مرہم رکھنے کی کوشش کی۔ قوم جو روزِ اول سے دماغ و دل سے نہیں، بلکہ جذبات سے سوچنے کی عادی ہے اور چمکتی چیز کو سونا اور ہر سراب کو دریا سمجھتی ہے محض نعرے کے پیچھے ایک طوفان بپا کر دیا "قایدِ عوام" برسرِ اقتدار آئے تو انہوں نے اسلام کی اس قدر "خدمت" کی کہ تمام سابقہ ریکارڈ ٹوٹ گئے ——!!!

آج پاکستان میں جو کہ اسلامی جمہوریہ ہے اور جس کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور آئین میں یہ بات بھی درج ہے کہ کوئی قانون خلافِ قرآن و سنت نہیں بن سکتا، لیکن:

سُود جائز ہے۔

شراب جائز ہے۔

زنا بالجبر اور بالرضا جائز ہے۔

لارڈ میکالے کا نظامِ تعلیم جاری ہے۔

فرنگی سامراج کی یادگار عدالتی قانون رائج ہے۔

دَورِ غلامی کی حسین یادگار بدیشی زبان انگریزی ابتداء سے انتہا تک رائج اور ضروری ہے۔

جو لوگ فرنگی سامراج کی غلامی کی زنجیروں کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لیے قوم سے غداری کر رہے تھے آج وہ سرفراز اور با اختیار ہیں اور محبِ وطن ان کے نام کا جزو ہے۔ ان کی حب الوطنی میں شک و شبہ کرنا اپنے ایمان ضائع کرنے کے مترادف خیال کیا جاتا ہے۔

جو لوگ قوم کی آزادی کی جدوجہد میں غلامی کی زنجیریں کاٹتے ہوئے خود قید و بند کی راہ سے گزرتے ہوئے اس اسلامی مملکت میں خستہ حال و جاں بلب پہنچے تو ان لوگوں کو ازلی کاسہ لیسوں اور پشتینی وفاداروں نے پھر غدارانِ ملت کے القاب سے ملقب فرمایا۔

آج بھی پاکستان میں اسلامی قوانین کی تدوین و تمدید کے لیے ایک کونسل موجود ہے وہ جس قانون کو چاہے مشرف باسلام کر سکتی ہے اور سرکاری توشہ خانے پر پلنے والے سرکاری ملا اس کے ارکان میں شمار کیے جاتے ہیں۔

"قایدِ عوام" نے پردہ ایسی "فرسودہ" اور دیرینہ رسم کو خلافِ اسلام قرار دے دیا ہے، کیونکہ وہ خود مجتہد العصر کے مقام پر فائز ہیں وہ جس کو چاہیں خلافِ اسلام اور جسے چاہیں عینِ اسلام قرار دینے کی پوزیشن رکھتے ہیں۔

آج اس اسلامی جمہوریہ مملکت میں وارثانِ انبیاء حضرات علماء کرام محصور و مقہور ہیں کہ کہیں اسلام کی کوئی تبلیغ نہ ہو جائے، مذہبی اجتماعات تک محترمہ دفعہ ۱۴۴ کی فرمانروائی کا دَور ہے، لیکن اس کے باوجود ہم ہیں کہ مختلف طبقات سے متعلق افراد کے ہفتے منا کر قومی خزانے کو زرمبادلہ کے بار سے سبک سر کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

قومی معیشت نیم جاں ہو چکی ہے، لیکن ہمیں پھر بھی نخرہ ہے کہ ملک پہلے سے زیادہ مضبوط ہو چکا ہے اور اب ان تمام امور کے ساتھ بانیٔ پاکستان کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے چلے ہیں۔

اصحابانِ اقتدار!

ہم تمہیں جشن منانے سے نہیں روکتے، لیکن اتنا ضرور عرض کریں گے کہ کیا ان حالات و واقعات کے پیشِ نظر جبکہ محمد علی جناح کے تمام اصول ایک ایک کر کے ان کے حاصل کردہ ملک میں دم توڑ چکے ہیں اور آپ ایسے ہی زعمائے ملت ان اصول و ضوابط کے تارکین میں شامل ہیں تو کیا یہ جشن کسی بھی حد تک درست ہے؟

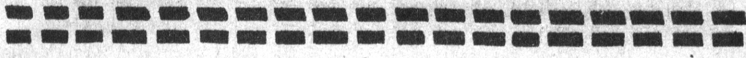
اگر تمہیں جشن منانا ہے اور قایدِ اعظم کو خراجِ عقیدت پیش کرنا ہے تو پہلے ان کے اصول و ضوابط کو زندہ کرو جس مقصد کے تحت انہوں نے یہ خطۂ زمین حاصل کیا تھا یعنی اسلام اور فقط اسلام تو اسلامی نظام اس اسلامی جمہوریہ مملکت میں رائج کرو۔ ارتداد اور بے دینی کی یلغار کی پیش بندی کرو۔ علماء اسلام سے ناروا پابندیاں ختم کرو۔ اور تبلیغِ اسلام کے لیے کم از کم اتنا کام ضرور کرو جتنا ظفر اللہ قادیانی نے پاکستانی سفارت خانوں کے ذریعہ قادیانیت کی ترویج کے لیے کیا ہے۔ تاکہ اس گناہِ عظیم کا کفارہ ہو سکے۔

آج واہگہ کے اس پار تیس برس پہلے ہندوؤں اور سکھوں کے قبضہ میں جانے والی عفیفہ عورتیں جو آج ہندوؤں اور

باقی صفحہ ۹ پر

حافظ مہر محمد

حضراتِ حسنین رض



کی سیرت صبر و استقامت کی تصویر ہے

حق تعالیٰ اپنے کچھ بندوں کو غیر معمولی شان اور شہرت بخشتے ہیں جو زندگی بھر اپنے مولا کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگے رہتے ہیں۔ اپنی ہر حرکت و سکون رضائے الٰہی کے سپُرد کر دیتے ہیں۔ رضا بقضا ان کا شعار ہوتا ہے ان کی ساری زندگی استقامت بر حق اور اطاعتِ دین کی تصویر ہوتی ہے۔ وہ اعلائے کلمۃ الحق کی پاداش میں مردانہ وار مصائب میں کود جاتے ہیں، کٹھن امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ گویا اتباعِ نبویؐ کے سانچہ میں انکی زندگی اور موت ڈھلی ہوتی ہے۔ اور وہ رب العالمین کے سوا کسی سے ڈرتے ہیں نہ اس کے خلافِ حکم کسی کی اطاعت کرتے ہیں، نہ کسی سے فریاد اور مدد چاہتے ہیں اور نہ اس کے سوا کسی کو مشکل کشا، نفع و نقصان پر قادر اور معبود مانتے ہیں۔ وہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

کی عملی تصویر ہوتے ہیں۔

انہی خاص بندگانِ الٰہی میں سے حضرت سیدۃ النساءؓ بتول کے دو لختِ جگر حضرت علی مرتضیٰ کے نورِ نظر، حضرت پیغمبر پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو مہکتے پھول، اصحابِ رسول کے دلوں کا سرور آنکھوں کا نور حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہیں۔

یہ شاہزادے بتول کی آغوش میں پلے۔ حضرت زینب و ام کلثوم جیسی خالاؤں کی گود میں کھیلے، پیغمبر آخر الزمان کے کندھوں پر سوار ہوئے۔ حضرت ابو بکرؓ عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ جیسے اجداد و آباء کی تربیت میں کھلے اور پروان چڑھے وہ کونسا صحابیؓ ہوگا جو ان سے پیار نہ کرتا ہو اور نگاہ و دل فرشِ راہ نہ کرتا ہو۔ خسرِ پیغمبرِ خدا و خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق نے ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ السلام پر سوار دیکھا۔ تو فرمایا: خدا کی قسم یہ پیغمبر کے مشابہ ہے علی بعض مشابہ نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پاس ہنستے تھے (مشکوٰۃ)

خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین نے اپنے عہدِ خلافت میں جب اہل بدر وغیرہ مہاجرین و انصار کے پانچ پانچ ہزار وظائف مقرر کیے تو کمسن حضرت حسن و حسین کے بھی حضرت علیؓ کے برابر مقرر ہوئے۔ کسی نے کہا کہ یہ برتری صرف ان کو آپ نے کیوں دی تو فرمایا۔ حضور علیہ السلام سے اور آپؐ کی آل سے الفت کی بنا پر۔ ایسا کر رہا ہوں، حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی خلافت میں بھی یہ اسی طرح نورِ نظر عوام و خواص تھے۔ عہدِ عثمانی میں باقاعدہ مجاہد اور غازی کی حیثیت سے فتح افریقہ کی عظیم مہم میں حصہ لیا اور کامیابی و مالِ غنیمت کے ساتھ واپس ہوئے۔ اور عملاً بھی خلافتِ راشدہ کی تصدیق کر دی۔ جب باطل پرست سبائی بلوائیوں نے حضرت عثمان۔ کامل الحیاء والایمان کو عقبی دیوار پھلانگ کر مدینہ طیبہ میں روزہ اور قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے "ظلماً" شہید کیا تو یہ حضرات بڑے دروازے پر نگہبانی کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ عہدِ مرتضوی میں اپنے والد ماجد کے ساتھ تمام سیاسیات میں شریک رہے، مگر قاتلان حضرت عثمان بلوائیوں سے لگتی نہ تھی۔ حضرت حسن کے تو ان کے خلاف بیانات اور ان جان سے مکالمات تاریخ میں مشہور ہیں۔ طوالت کے خوف سے انہیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔

حضرتِ حسن کی قربانی

ابن ملجم بدبخت جو قاتلان حضرت عثمان مصری سبائیوں کا اہم فرد تھا۔ اور علی مرتضیٰؓ کا حامی اور حیدار کہلاتا تھا، مگر فیصلہ تحکیم کو اپنے مشن کے مخالف پاکر اپنے ساتھیوں کی طرح حضرت علی کا مخالف اور خارجی ہوگیا۔ نے جب حضرت علیؓ کو شہید کر دیا اور عوام نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ چن لیا تو حضرت حسنؓ نے فرمایا تھا: "جب سے میں صلح کروں تم بھی صلح کرنا اور جب سے میں جنگ کروں جنگ کرنا۔ چونکہ آپ کو حکومت کی خاطر مسلمانوں میں خانہ جنگی اور خون ریزی ہرگز پسند نہ تھی۔ اپنے منصب کی قربانی دے کر شرائطِ خاصہ کے تحت ۶ ماہ کے بعد خلافت حضرت امیر معاویہؓ کے سپرد کر دی۔ اس کے بعد وہ بالاتفاق تمام عالمِ اسلام کے حاکم اور آئینی خلیفہ بن گئے اس عظیم قربانی اور امت کو خونریزی سے بچانے سے حضور علیہ السلام کی وہ پیشین گوئی پوری ہوگئی جو آپ نے فرمائی تھی۔

ان ابنی ھذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین الفئتین العظیمتین من المسلمین۔ (بخاری)

میرا یہ بیٹا سردار ہے عنقریب اللہ تعالیٰ

اس کے ذریعہ مسلمانوں میں صلح صفائی کرادے گا۔

اس عظیم کارنامہ اور قربانی کی بدولت سیدنا حسنؓ کو بڑی مصیبتوں سے گذرنا پڑا۔ اپنی پارٹی مخالف ہوگئی اس نے ساباط مدائن میں آپ پر قاتلانہ حملہ کیا خنجر سے ران کاٹی خیمہ لوٹ لیا مصلیٰ چھین لیا کچھ مقامی لوگوں کی مداخلت سے آپ کی جان تو بچ گئی۔ مگر اس واقعہ سے دل برداشتہ ہوکر آپ نے عراق کو خیرباد کہہ کر مدینہ طیبہ میں سکونت اختیار کی۔ جہاں مخلص احباب کی کثرت تھی۔

حضرت معاویہؓ کے ۲۰ سالہ عہد خلافت میں مسلمانوں میں کوئی قابل ذکر اختلاف و فساد برپا نہیں ہوا حضرت حسینؓ کے حکومت سے تعلقات صحیح رہے ایک لاکھ درہم فی کس عطیہ اور دیگر تمام حقوق حسب شرائط ملتے رہے۔ آپ کے مخلص طرفداروں کو بھی کوئی تکلیف نہ پہنچائی گئی۔ اس تمام مدت میں حضرت حسینؓ کی زبان حق بیان آزاد تھی اور وہ حسب موقعہ تعمیری تنقید حکومت پر کرتے تھے اور شنوائی ہوتی تھی ذیل کی دو مثالوں سے حکومت اسلامیہ سے تعاون اور آپس میں الفت کا اندازہ ہوسکے گا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ حضرت حسنؓ حضرت معاویہؓ کے پاس شام گئے۔ بہت سامال و متاع اطراف مملکت سے آیا حضرت معاویہؓ نے وہ تمام حضرت حسنؓ کے پاس اتروایا اور آپ کو بخش دیا۔ نیز روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاویہؓ مدینہ آئے تو تمام اشراف قریش کو بلاکر ۵ ہزار درہم سے لے کر ایک لاکھ درہم تک دیئے۔ حضرت حسنؓ آخر میں آئے تو کہا کہ جتنے سب کو دیئے ہیں اتنے حسنؓ کو بھی دے دو الخ

نیز قطب راوندی نے حضرت جعفر صادقؓ سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت حسنؓ نے حسینؓ و عبداللہ بن جعفر طیار سے فرمایا۔ آج یکم ماہ کو معاویہؓ کے عطیات پہنچ جائیں گے۔ جب آ گئے تو حضرت حسنؓ بہت مقروض تھے۔ اس سے اپنے قرضے ادا کئے باقی اپنے اہل بیت اور طرفداروں میں تقسیم کئے۔ حضرت حسینؓ نے بھی اپنا قرض ادا کر کے باقی اہل بیت اور طرفداروں میں بانٹ دیا۔ حضرت ابن جعفر نے قرض ادا کر کے باقی حضرت معاویہؓ کے قاصد کو بخش دیا۔ جب حضرت معاویہؓ کو پتہ چلا تو ان کے لئے بہت سامال اور بھیج دیا۔ (جلاء العیون ص ۲۴۳)

اس پرامن فضا میں شریر و مفاد پرست لوگوں کی یہ خواہش رہی کہ حسن تعلقات خراب ہوکر حضرت حسینؓ حضرت معاویہؓ کے خلاف میدان میں آئیں مگر آپ نے اپنی اور بھائی کی بیعت و مصالحت کا عہد یاد دلا کر اسے مسترد کر دیا۔ انہوں نے محمد بن حنفیہؓ سے بھی یہی کہلوایا تب حضرت حسینؓ نے فرمایا بھائی جان یہ لوگ (اہل عراق و کوفہ) ہمیں حکومت سے لڑوا کر ہمارے خون سے بازی کھیلنا چاہتے ہیں۔ اور انہیں خاموشی پر مجبور کیا۔ پھر جب قضاء الٰہی سے حضرت حسن ۴۹ھ میں وصال پا گئے تو تعلقات خراب کرنے کی خاطر اس گروہ نے ہی یہ بے پر کی اڑائی کہ حکومت نے ان کو زہر دلوایا ہے۔ حالانکہ زہر وہی دیا کرتا ہے جس کا قاتلانہ حملہ ناکام ہوگیا ہو۔

حضرت حسنؓ کی وفات کے بعد اہل عراق میں پھر تحریک اٹھی اور امام حسینؓ کو لکھا کہ ہم معاویہؓ کی بیعت خلافت توڑ کر آپ کو خلیفہ و امام بناتے ہیں تو حضرت حسینؓ نے اس وقت بھی اسے نادرست سمجھتے ہوئے صاف جواب دیا اور صبر کا حکم دیا۔ (جلاء العیون)

حضرت امام حسینؓ کا سفر کربلا

جب حضرت معاویہؓ کے بعد یزید بر تخت خلافت پر بیٹھا وہ کردار میں اپنے باپ جیسا نہ تھا۔ لہٰذا آپ کو طبعاً اس کی نامزدگی سے نفرت تھی۔ غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کیا اور چپکے سے مکہ مکرمہ چلے آئے۔ یہاں کسی نے نہ بیعت کا مطالبہ کیا نہ شام و مدینہ سے کوئی نیا آرڈر آیا۔ شعبان سے ۸ ذی الحج تک ۴ ماہ پرسکون طور پر جوار بیت اللہ میں گذارے اور مثبت و منفی سیاست میں کوئی حصہ نہ لیا۔ جب اہل کوفہ کو آپ کی بیعت نہ کرنے کا پتہ چلا تو ان کی دیرینہ تمنا پورا ہونے کا وقت آ گیا۔ ہزاروں خطوط بھیجے وفود پر وفود بھیجے مگر آپ ان کی غدارانہ جبلت اور حضرت علیؓ و حسنؓ سے منافقانہ سلوک کے مشاہد کے پیش نظر جانے پر آمادہ نہ ہوئے۔ مگر بار بار اصرار پر مفاد امت کے جذبے سے حالات کی تحقیق کے لئے حضرت مسلم بن عقیل کو بھیج دیا اور وعدہ کیا کہ حالات سازگار ہوئے تو آ جاؤں گا۔

حضرت مسلم نے جاتے ہی حالات موافق پائے تو فی الفور آنے کا خط لکھ دیا۔ مگر عبیداللہ بن زیاد کے آنے سے حالات بالکل برعکس ہوگئے حضرت نے وعدہ کے مطابق جانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ مکہ کے تمام اصحاب بہی خواہ اور ذمہ دار لوگوں کے روکنے پر بھی نہ رکے۔ جب مقام ثعلبیہ پر پہنچے تو حضرت مسلمؓ کی شہادت کی خبر ملی فرزدق سے حالات کا علم ہوا تو واپسی کا ارادہ کیا۔ مگر حضرت مسلمؓ کے نوجوان بیٹے اور بھتیجے اڑ گئے کہ ہم اب تو ضرور جائیں گے۔ اور والد کا انتقام لیں گے۔ آپ نے فرمایا تمہارے بعد میرے جینے کا کیا مزہ ہوگا۔ جب میدان کربلا کے پاس پہنچے تو وہی خط لکھنے والے اور بلانے والے حر بن یزید کے لشکر کے اکثر سپاہی تھے آپ نے خطوط کی بوری کھول کر پھیلا دی اور ایک ایک آدمی کو نام لے کر بلایا اور شرمندہ کیا۔ مگر وہ آمادہ نصرت نہ ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اگر تم میرے آنے پر ناخوش ہو اور عہد و پیمان سے پھر چکے ہو تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔ مگر اس لشکر نے آپ کا گھیراؤ کر لیا۔ اور واپس نہ جانے دیا۔ (جلاء العیون)

عام مورخوں کے مطابق آپ نے تین شرطوں میں سے کسی ایک کا مطالبہ کیا تھا۔ یا مجھے واپس جانے دو یا مجھے براہ راست یزید کے پاس جانے دو یا کسی آزاد علاقے میں جانے دو وہیں عام مسلمانوں کی طرح رہوں گا۔ سالار لشکر عمر بن سعد خوش ہوگیا۔ اور گورنر ابن زیاد کو جا کر بتلایا وہ بھی راضی اور آمادہ مصالحت ہوگیا۔ مگر شمر جو حضرت علیؓ کا برادر نسبتی اور جنگ صفین میں حضرت علیؓ کا خاص طرف دار تھا۔ اڑ گیا کہ بغیر بیعت لئے حسینؓ کو ہرگز واپس نہ جانے دیا جائے۔ بالآخر ابن زیاد نے بھی آرڈر کیا کہ یا بیعت ان سے لی جائے یا گرفتار کیا جائے۔ حضرت امام حسینؓ جیسا خاندانی غیور اور خوددار انسان اس ذلت پر آمادہ نہ ہوا۔ اور فرمایا اللہ کی قسم خود کو تمہارے حوالے نہ کروں گا بدترین کمینہ نہ بنوں گا۔ غلاموں کے طرز پر فرمانبرداری کا طوق گردن میں نہ ڈالوں گا۔ (جلاء العیون)

نیز فرمایا میں بحکم خدا ان منافقوں (بلا کر غداری کرنے والوں) سے جنگ کرتا ہوں اور قتل سے نہیں ڈرتا (ایضاً)

اس موقعہ پر بھی آپ نے اپنی خاندانی شرافت

استحقاق بیان کر کے ابن زیاد وغیرہ کی اتباع سے لشکر مقابل کو روکا اور اتمام حجت فرمائی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ حالانکہ ان میں کوئی شامی یا حجازی وغیرہ باہر کا نہ تھا سب عراقی کوفی اور سابقاً اپنی پارٹی کے افراد تھے۔ بالآخر فریقین میں اشتعال برپا ہو گیا۔ جو کوفیوں کا وفد مکہ سے ساتھ آرہا تھا۔ اس نے موقعہ کو غنیمت جانا حملہ میں پیش قدمی کر کے جنگ بھڑکا دی۔ جیسے جنگ جمل و صفین میں کر چکے تھے۔ چنانچہ چشم فلک نے وہ روسیاہ گھڑی بھی دیکھی کہ جگر گوشۂ رسول اور آپ کے آل و اصحاب کو ان منافقین بدعہدیوں نے شہید کر کرا کے چھوڑا۔ اور وہ آرزو پایہ تکمیل میں پہنچا دی۔ جس کے عہد معاویہؓ سے خواہاں تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ع کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

کے مصداق اہل کوفہ نادم توفی الفور ہو گئے اور ماتم و بین میں دشمنوں کو بھی ساتھ ملا لیا۔ اور نواسہ رسول کے حق میں کوتاہی کرنے والی یہ امت اب بھی روتی آرہی ہے۔ نامعلوم کب تک روئے گی مگر یہ خون حسین کا مکافات نہیں بن سکتی نہ مجرموں کے اعمال نامے سے حسب تصریح حضرت زینب و سجادؓ کسی بھی پانی سے یہ داغ دھل سکتا ہے۔

اترجوا امت قتلت حسینا
سفاعۃ جدہ یوم الحساب

آخری وقت میں آپ نے اپنی بہن کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا اے بہن تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب میں اہل جفا کی تلوار سے عالم بقا کو رحلت کر جاؤں تو اپنا گریبان نہ پھاڑنا منہ و سینہ نہ پیٹنا بال نہ نوچنا اور ہائے وائے کر کے نہ رونا۔ تیسری چیز سخت ترین مصائب میں صرف خدا کو پکارنا اور اسی پر اعتماد و توکل تھا۔ اس نازک موقعہ کی مشہور دعا میں فرمایا اے اللہ تو ہی ہر مصیبت میں میرا بھروسہ ہے۔ ہر سختی میں تجھی سے امید وابستہ ہے مجھ پر جو مصیبت اتری تو ہی میرا مددگار رہا۔ کتنے وہ مصائب جن سے دل گھبرا جاتا ہے۔ دوست ساتھ چھوڑ جاتا ہے۔ تدبیر ناکام ہو جاتی ہے۔ دشمن خوش ہوتا ہے میں نے وہ تیرے ہی آگے پیش کیں اور تجھی سے ان کا شکوہ کیا۔ کیونکہ مجھے تجھ سے ہی رغبت تھی تیرے سوا اوروں سے نہ تھی تو نے ہی وہ مصیبتیں ہٹائیں اور پریشانیاں دور کیں تو ہی ہر مصیبت میں مولا کارساز ہے۔ ہر بھلائی کا مالک ہے ہر مقصد کی انتہا ہے۔

ع بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

بقیہ: صد سالہ جشن

سکھوں کو جنم دے رہی ہیں چشم حسرت سے پاکستانی قوم کی طرف سوالیہ انداز سے دیکھ رہی ہیں کہ چلو ہماری عصمت و عزت کی کوئی حیثیت نہ سہی، لیکن کیا جس مقصد کے لیے انہوں نے اپنی عزت و عصمت کی قربانی دی تھی وہ حاصل ہو گیا؟

اس سوال کا جواب تمام قوم کے ذمہ ہے۔ جب تک یہ جواب نہیں دیا جاتا اس وقت تک اس ملک میں کسی جشن کا انعقاد تو کجا ہم سمجھتے ہیں کہ چہرے پر معمولی سی مسکراہٹ بھی بے غیرتی اور بے حسی کے مترادف ہے۔

الیس منکم رجل رشید
فاعتبروا یا اولی الابصار

حافظ خلیل احمد سرحدی

فرموداتِ ابوالکلام آزاد

عاشقی شیوۂ رندانِ بلاکش باشد

آزادیٔ نام نہاد سے وحشت

خدارا بتلایئے میں اپنے دل کے خوں چکاں زخموں کا مرہم کہاں ڈھونڈوں کون ہے۔ جو اس درد وغم کا لذت شناس ہو سکتا ہے۔ جس کو برسوں سے اپنے سینۂ مجروح میں چھپائے ہوئے ہوں۔ جب میں سوچتا ہوں کہ ہمرہان طریق قید خانوں میں اسیر ہیں۔ تو یقین کیجئے کہ مجھے اپنی اس زندگی اور نام نہاد آزادی سے وحشت ہونے لگتی ہے۔ اور میں لفظوں میں اور صداؤں میں درد وغم کی کشمکش ظاہر نہیں کر سکتا۔ جب سے میرا سینہ شق ہونے لگتا ہے۔ اگر حدیث میں روکا نہ گیا ہوتا کہ مومن کو ابتلاء کی تمنا نہیں کرنی چاہیئے تو یقین کیجئے کہ میں اس آزادی سے اس قدر اکتا گیا ہوں۔ کہ قید وبند کی آرزو میں کرتا۔ اور اس کے لئے خدا سے دعائیں مانگتا۔

جہاد فی سبیل اللہ

اے اخوانِ عزیز: میں جس چیز کے اعلان سے نہیں ڈرتا۔ متعجب ہے۔ اگر آپ اس کی سماعت سے خوفزدہ ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ ہر اس مومن پر جو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان رکھتا ہے۔ فرض ہے کہ آج جہاد فی سبیل اللہ کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔

مصلحین

مصلحین کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ عدل الٰہی کے قیام کے لئے اپنی تمام قوتوں کو وقف کر دیتے ہیں۔ اور جب کبھی ان پر ظلم کیا جاتا ہے۔ تو پتھر اور گھاس کی طرح بے حس وحرکت نہیں پڑے رہتے۔ بلکہ انسان کی طرح اٹھتے ہیں۔ اور ظالموں سے ان کے ظلم کا بدلہ لیتے ہیں۔ تاکہ ظالم کو سزا ملے اور عدل قائم ہو۔ اس بارے میں ان کا ارادہ اور فعل دونوں یکساں ہوتے ہیں۔ جیسا کہتے ہیں۔ ویسا ہی کر کے دکھا دیتے ہیں۔ ان کی زندگی کی بنیاد ارادہ نہیں بلکہ عمل ہوتا ہے۔

مسلمانو

یاد رکھو! کہ اوروں کی جانیں ان کے قبضہ میں ہوں گی۔ مگر ہم مسلمانوں کی جانیں ہمارے اختیار میں نہیں ہیں۔ اسلام ایک خرید وفروخت ہے۔ جو ناقص کو لیتا ہے۔ اور کامل کو دیتا ہے۔ فنا کو خریدتا ہے اور بقا اس کی قیمت میں دیتا ہے۔ ہم نے جس وقت اقرار کیا۔ کہ ہم مسلم ہیں۔ اسی دن اس کا بھی اقرار کر لیا کہ ہماری جانیں اسلام کے ہاتھوں بک گئیں۔ اسلام کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ خدائے واحد کے آگے اپنی گردن کو جھکا دینا۔ پھر خواہ وہ اسے دوستوں کی گود میں ڈال دے۔ یا دشمنوں کی تیغ کے سپرد کر دے۔

زندہ قومیں

ناکامیوں کا صدمہ، مشکلات کا تصور۔ خطرات وآفات کا خوف، یہ تمام چیزیں انسان کی دشمن ہیں۔ جو اس کے عزم وحوصلہ پر حملہ کرتی ہیں۔ مگر اس جدوجہد میں فتح کا نام تو زندگی ہے۔ جو قومیں زندہ ہیں۔ ان کے لئے ان میں سے ایک شئے بھی مانع کار نہیں ہوتی۔

حضرات

یاد رکھئے! کہ آج آپ نے جس راہ میں قدم اٹھایا ہے۔ وہ سرتاسر مشکلوں اور آزمائشوں ہی کی راہ ہے۔ وہ پھولوں کی روش نہیں ہے کانٹوں کی دشت بے کنار ہے۔ اگر آپ کے تلوے لذت غم سے آشنا نہیں ہیں تو مشکلات راہ کی شکایت نہ کیجئے۔ بہتر یہ ہے کہ دیباو مخمل کے فرش پر لوٹیے اور اس راہ کی زخم وکاوش انہی لوگوں کے لئے چھوڑ دیجئے۔ جو اس ذوق کے لذت شناس ہیں۔

کسے کو تشنۂ وصل ست با کوثر نمی سازد
بہ آبِ خضر اگر عاشق رود لب تر نمی سازد
رہ الفت خطرناک ست پنہانش نظر در کن
در آں وادی کہ عشق اوست تن با سر نمی سازد

قسط ۴

افریقی ممالک کی دینی حالت

ضروریات تقاضے

علامہ ڈاکٹر خالد محمود

افریقی ممالک کے عوام کی دینی حالت

افریقی ممالک کے مذہبی حالات میں قادیانیت کی کچھ تفصیل ہو چکی ہے۔ جہاں تک عام حالات کا تعلق ہے یہاں دینی تعلیم بہت کم ہے۔ رمضان شریف میں مسجدوں میں تفسیر قرآنِ کریم کا اہتمام ہوتا ہے کئی مساجد میں تفسیر جلالین کی عام خواندگی بھی ہوتی ہے لیکن حدیث کی تعلیم یہاں بالکل نہیں رہی۔ عام لوگ مالکی مسلک کے ہیں، لیکن مؤطا امام کا بھی کہیں درس موجود نہیں۔ حضور اکرمؐ کی سیرت مقدسہ پر عام محاضرات یہاں کبھی نہیں ہوتے۔ مسلمانوں کو اپنی تاریخ سے متعلق بہت کم معلومات حاصل ہیں۔ اسی ناواقفیت کے سبب انہیں دیگر اسلامی ممالک سے کوئی خاص ربط و تعلق محسوس نہیں ہوتا۔ ہم نے وہاں کے علماء کرام کی خدمت میں گزارش کی کہ افریقی ممالک میں حدیث، تفسیر، سیرت اور اسلامی تاریخ کے لیے ابتدائی اور وسطانی تعلیمی، دینی مدارس کا کچھ اہتمام کیا جائے۔ محض انگریزی اسکولوں کا دینی نصاب افریقی مسلمانوں کو ایک بڑی اسلامی قوم نہ بنا سکے گا۔ انہوں نے ہماری گزارش سے پورا اتفاق کیا۔ لیکن بتایا کہ اتنے بڑے کام کے لیے مناسب تجربے کے لوگ اور عملی وسائل بہت کم ہیں۔

ہم نے ان سے یہ گزارش بھی کی کہ یہاں کے ۸۰ فی صدی مسلمان طہارت اور صفائی کے اسلامی تقاضوں سے ناواقف دکھائی دیتے ہیں۔ ان مسائل کی عام تعلیم و تذکیر یہاں بہت ضروری ہے۔ ہمیں اس بات کا افسوس زیادہ رہا کہ صحیح ناظرہ قرآن پڑھنے کی طرف پوری توجہ نہیں۔ قرآن مجید پڑھے ہوؤں میں صحیح قرآن کریم پڑھنے والے پانچ فی صدی سے زیادہ نہیں۔ ضرورت ہے کہ یہاں تعلیمِ قرآن حفظ و ناظرہ پر خاص زور دیا جائے۔

ائمہ اور علماء کی علمی و عملی حالت

چند بڑے حضرات کو چھوڑ کر ایسے امام بکثرت ہیں جو صحیح طور پر نہ خطبہ پڑھ سکتے ہیں، نہ نماز صحیح پڑھا سکتے ہیں۔ اس کی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ یہاں امامت کا سلسلہ وراثتہً چلتا ہے۔ اہل علم اماموں کی اولاد بے علم اور بے پرواہ بھی نکلے تو امامت ان ہی کو ملتی ہے۔ عوام میں یہ احساس کبھی نہیں ابھرتا کہ اپنی نمازوں کو ضائع یا خراب ہونے سے بچائیں۔

بیشتر امام داڑھی کی سنت کے پابند نہیں۔

ان کی علاقائی تنظیم بہت ہوتی ہے۔ کوئی سوسائٹی یا مسجد کی منتظمہ ان کو اس طرف توجہ نہیں دلا سکتی کہ امام کی ظاہری اسلامی زندگی اور اتباعِ سنت کا معاشرہ پر کتنا زیادہ اثر پڑتا ہے۔ اس صورتِ حال میں اماموں کو اس کی فکر نہیں ہوتی کہ وہ اپنی اولاد کو اتنی دینی تعلیم ضرور دیں کہ وہ آئندہ امامت کی اسلامی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

یہاں کے عام دیندار لوگوں میں اسلامی کاموں کے لیے خرچ کرنے کا جذبہ قابلِ قدر ہے، لیکن ایسی تبلیغی یا اصلاحی انجمنیں ہیں بہت کم ملیں جو ان کے اس جذبہ کو بروئے کار لا کر ان میں عقاید فاسدہ کے سدباب میں صحیح اسلامی لٹریچر پھیلائے۔ یا اہم موضوعات پر محاضرات کا اہتمام کرے۔ لوگوں کا جذبہ اور خلوص اپنی جگہ قابلِ قدر ہے۔

افریقہ میں مقیم پاکستانی قادیانیوں کا طریقِ کار

مغربی افریقہ کے بیرونی قادیانی مقامی لوگوں کو تاثر دیتے ہیں کہ پاکستان میں ان کی بڑی تعداد بڑی قوت ہے، بلکہ سیرالیون میں تو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ پاکستان میں بس قادیانی ہی ہیں۔ ہم نے ان لوگوں کو جب بتلایا کہ پاکستان کی اسمبلی کی تین سو سیٹوں میں سے قادیانی اقلیت کی بس ایک ہی سیٹ ہے اور اس میں بھی ان کی تعداد کو خاصی رعایت بخشی گئی ہے۔ تو لوگ حیران رہ گئے۔ ان حالات میں پاکستانی قادیانیوں کی بڑی کوشش ہوتی ہے کہ وہ پاکستانی جو قادیانی نہیں یہاں آباد نہ ہونے پائیں اور اگر کوئی پاکستانی مسلمان کسی سرکاری ملازمت کے سلسلے میں وہاں آنکلے تو پھر یہ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ وہ یہاں کے معاشرے میں شامل نہ ہو سکے، تاکہ گھر کے بھیدی کی حیثیت سے وہ قادیانیت کا کہیں تعارف

نہ کرا دے۔ اسی اندیشہ کے تحت یہ لوگ ہر غیر قادیانی پاکستانی کی متعلقہ افسروں تک مختلف ناموں اور مختلف عنوانوں سے بڑی غلط رپورٹیں کرتے رہتے ہیں۔ سیرالیون میں ہم نے انہیں ایک پاکستانی ڈاکٹر کو جو مسلمان تھا قادیانی نہ تھا بہت تنگ کرتے دیکھا۔

ہم نے دیکھا کہ حکومت پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے لیے یہ پاکستانی قادیانی چند افریقی قادیانیوں کو آگے لگا دیتے ہیں اور خود ان کی پشت پناہی اور تربیت کرتے ہیں۔ عرب ممالک کے خلاف سب ملکر پروپیگنڈا کرتے ہیں اور رابطہ عالم اسلامی کی قرار داد ختم نبوت کے خلاف بہت کچھ کہتے ہیں۔ اور ہر جگہ کہتے پھرتے ہیں کہ مکہ و مدینہ کی چھاتیوں سے اب دودھ خشک ہو چکا ہے۔ یہاں ایک افریقی مسلم سربراہ جمہوریہ مسٹر عیدی امین کی بات ہمیں بہت قابل قدر نظر آئی کہ قادیانی اسلام کے رشتے کو مدینہ کے گرد نہیں، لندن اور اسرائیل کے گرد گھومتے ہیں۔ مکہ اور مدینہ صرف سچے اسلام کے مراکز ہیں

افریقہ میں قادیانی سکولوں اور ہسپتالوں کی کامیابی اور ناکامی

افریقہ میں قادیانی اسکول اس لحاظ سے کامیاب ہیں کہ وہ چل رہے ہیں۔ اور ان میں افریقی بچے بڑی تعداد میں پڑھ رہے ہیں۔ ان اسکولوں کے عنوان سے وہ جتنے چاہیں مبلغین یہاں ٹھہرا سکتے ہیں اور مقامی حکومت سے نئے ٹیچروں کی منظوری لینا ان کے لیے آسان ہے۔ لیکن اس لحاظ سے یہ اسکول بہت ناکام ہیں کہ افریقی بچوں میں سے بہت کم طلبہ اس قادیانی مذہب کو قبول کرتے ہیں۔ ہاں یہ بات اپنی جگہ لائق افسوس ہے کہ قادیانی اسکولوں کے بچوں کے ذہن سے مسلمانوں کے امت واحدہ ہونے کا تصور نکل جاتا ہے۔

ہم نے وجہ دریافت کی کہ افریقی طلبہ اس ماحول میں قادیانی مذہب کو قبول کیوں نہیں کرتے؟ تو معلوم ہوا کہ افریقی طلبہ جھوٹ بولنے سے قطعاً متنفر ہیں۔ قادیانیوں کے قریب رہ کر جب انہیں پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہبی مقاصد کے لیے جھوٹ بہت بولتے ہیں، نہ صرف بولتے ہیں بلکہ اس کی باقاعدہ تربیت دیتے ہیں۔ ان کے جھوٹے حوالے دینا اور خلاف مراد باتیں نقل کرنا، ان لوگوں سے مخفی نہیں رہ سکتا۔ جو اس ماحول میں رہتے ہیں۔ افریقی طلبہ ذہنی طور پر ان لوگوں سے متاثر ہوتے ہیں اور بہت کم طلبا ہیں جنہوں نے قادیانی مذہب قبول کیا ہو اور جو قبول بھی کرتے ہیں وہ اس مذہب کی تفصیلات سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔ البتہ یہ پہلو افسوسناک ہے کہ گو طلبہ قادیانی نہیں بنتے۔ لیکن مسلمانوں کے امت واحدہ ہونے کے یقین سے پھر بھی نکل جاتے ہیں۔

ہسپتالوں کے لیے بھی وہی ڈاکٹر بلاتے ہیں جو ڈاکٹری کے ساتھ ان کا مشنری کام بھی کر سکیں ان ہسپتالوں پر انہیں خرچ کم کرنا پڑتا ہے اور آمدنی زیادہ ہوتی ہے۔ پرائیویٹ ہسپتال ہونے کی وجہ سے یہ بھاری فیس وصول کرتے ہیں۔ اور پھر مسلمانوں کا دیا مال خود مسلمانوں کے خلاف ہی استعمال ہوتا ہے سرکاری ہسپتال اتنے نہیں کہ لوگوں کو کفایت کر سکیں۔ پس لوگ ان کے ہسپتالوں میں جانے اور بھاری فیس ادا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ مقامی مسلمان اور ان کے ادارے مالی اعتبار سے اتنے منظم نہیں ہوتے کہ اتنے بڑے منصوبے کے بارے میں سوچ بھی سکیں۔

علاج اور عمارت کے لحاظ سے بھی یہ ہسپتال کچھ زیادہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ ڈاکٹر فنی کمال کی اساس پر نہیں، بلکہ مشنری خدمات کی بنیاد پر درآمد کیے جاتے ہیں۔ اس لیے نتائج اس کے مناسب ہی نکلتے ہیں۔ عمارات بھی گورنمنٹ ہسپتالوں کے مقابلہ میں یتیم خانے کی سی دکھائی دیتی ہیں۔ اگر کوئی مسلم مشن محض خدمت خلق کے احساس سے یہاں ہسپتال کھولے تو چند سالوں کی محنت سے نہ صرف یہ ہسپتال خود کفیل ہو سکتے ہیں بلکہ مزید آمدنی کا سبب بن سکتے ہیں۔

افریقی عوام کی بے بسی

افریقی ممالک یورپین قوموں کی دستبرد سے ابھی ابھی آزاد ہوئے ہیں۔ اور ان کے عوام پر ابھی تک انکے ظلم و ستم کے آثار نمایاں ہیں۔ ان نوزائیدہ ملکوں کے پاس ان ترقی پذیر مراحل میں اتنے وسائل نہیں کہ وہ مطلوبہ تعداد میں اپنے تعلیمی ادارے قائم کر سکیں بعض ممالک کو اپنے پہلے فرمانرواؤں کے اشاروں پر بھی چلنا پڑتا ہے۔ اور عیسائی مشنوں کے ہوتے ہوئے مسلم مشن نہ ہونے کا پورا احساس نہیں کر پاتے۔ ان کے نزدیک عیسائی مشنوں اور قادیانی مشنوں کے اتنے اسکول ہیں کہ طلبہ کی ضرورتیں پوری کر سکیں جب تک اسلامی احساس نہ ہو وقت کے ان تقاضوں کے بارے میں سوچا نہیں جا سکتا۔ افریقہ کے مسلم عوام کی یہ بے بسی ہے اور قادیانیوں کو موقع ملا ہوا ہے کہ وہ مسلمانوں کی بے بسی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور ان کے پس پشت برطانیہ کی سابق حکومتوں کی تائید موجود ہے۔

سعودی دارالافتاء کے مبعوثین کی دینی خدمات

افریقی ممالک میں سعودی دارالافتاء اور مبعوثین کا وجود بہت غنیمت ہے۔ ان ان جگہوں میں اسلام کا تعارف ہوا ہے۔ جہاں جہالت اور تاریکی کے سوا کچھ نہ تھا۔ ان مبعوثین کے اسلامی مراکز وہاں نہ بنتے تو مقامی اسلامی ادارے از خود وہاں اتنے مراکز قائم نہ کر سکتے تھے جہاں ان مبعوثین کو آزادی کے ساتھ تعلیمی اور تبلیغی خدمات بجا لانے کے مواقع حاصل ہیں۔ وہاں تو کام بہت اچھا ہونے کے آثار موجود ہیں اور جہاں مبعوثین مقامی انجمنوں یا ان کی سیاسی شخصیتوں کے زیر اثر ہیں وہاں انہی حدود تک تعلیمی یا تبلیغی کام کر سکتے ہیں جو ان اداروں یا جماعتوں کے صوابدید کے مطابق ہوں۔ ضرورت ہے کہ ان حضرات کو اپنے ہاں کے آزاد ماحول میں دینی خدمات بجا لانے کے مواقع حاصل ہوں اور وہ ہدایات اپنے ہاں کے مقامی اداروں سے لینے کی بجائے اپنے سعودی مرکز سے حاصل کریں۔ مقامی اداروں یا شخصیتوں سے مشورہ کرنا اور تعاون لینا کافی ہونا چاہیے اپنا کام کرنے کا ماحول پورا آزاد رہنا چاہیے۔ نائیجیریا میں سعودی مبعوثین کا کام ہمیں منضبط نظر آیا اور ان کے تعاون سے ہمیں قادیانیوں کے متعلق اپنا تبلیغی کام پھیلانے میں بہت مدد ملی۔ اس کی اساسی وجہ ہمیں یہ معلوم ہوئی کہ وہاں کی سعودی سفارت میں ملحق دینی ایک مستقل عہدہ ہے، اگر گھانا کی سعودی سفارت میں بھی جناب شیخ عبدالرحمٰن عوین کی طرح کا دینی درد رکھنے والے کوئی ملحق دینی ہوتے تو وہاں کے مبعوثین بھی پورے اہتمام سے گھانا میں اسلام کا یہ دفاعی کام پھیلاتے

مگر افسوس کہ جناب خالد کمال کے سوا کسی مبعوث نے بھی گھانا میں کسی محاضرۂ عام کا انتظام نہیں کیا۔

۲- مغربی افریقہ میں قادیانیت اور عیسائیت کا خصوصی مطالعہ رکھنے والے چند مبعوثین کا مستقل قیام ضروری ہے۔ ان حضرات کے ذمہ صرف تبلیغی کام ہو۔ اپنے ملک میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ ملحقہ افریقی ممالک میں بھی ان کے تبلیغی دورے ہوں جہاں انکے ان موضوعات پر محاضرات اور مناقشات ہوں جن کی اس علاقہ میں تشنگی پائی جاتی ہو۔

۳- افریقہ سے باہر ان علماء کا بھی ان ممالک میں سال میں ایک دورہ ہونا چاہیے جو قادیانیت اور عیسائیت میں تخصص کا مطالعہ رکھتے ہیں۔ یہ متخصص حضرات مقامی طلبہ اور علماء کو مغربی افریقہ کی کسی ایک مرکزی جگہ میں ایک ماہ کے ریفریشر کورس کے طور پر قادیانیت وغیرہ کے متعلق تنقیدی تیاری کرائیں۔ یہ تربیتی اکاڈیمی سال میں ایک ماہ کام کرے اور اس کا دائرہ کار پورے مغربی افریقہ تک متوسع ہو۔ اس سے گھانا میں قادیانیوں کی تربیت گاہ کا اثر ٹوٹ سکتا ہے اور اس پر نہایت اچھے ثمرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

۴- مرزا غلام احمد کی تالیفات (خصوصاً جو عربی میں ہیں یا جن کے عربی میں ترجمے ہو چکے ہیں) نائیجیریا، گھانا اور سیرالیون کے ہر بڑے شہر میں ایک مرکزی لائبریری کے طور پر مبعوثین کے پاس جمع ہونی چاہییں۔ اور ان کے ساتھ ساتھ حدیث کی ضروری کتابیں بھی اس مرکزی لائبریری میں موجود ہوں جو مناقشات میں ان کتابوں کے ساتھ پیش کی جا سکیں۔

۵- جس طرح نائیجیریا کے سعودی سفارت خانہ میں ایک مستقل ملحق دینی ہیں جو ان حدود کے دینی کاموں کی نگرانی اور ترویج کرتے ہیں۔ اسی طرح گھانا اور سیرالیون میں بھی دینی کاموں کی ترویج مدارس و مساجد کی نگرانی کے لیے مستقل ملحق دینی ہونے چاہییں۔

۶- دینی لٹریچر کی ترتیب و تقسیم ایک تنظیم کے تحت آنی چاہیے۔ بڑی کتابیں زیادہ مفید نہیں رہتیں ضروری عنوانات پر مختصر پمفلٹ جو نہایت جامع ہوں اور متخصصین کی زیر نگرانی خود تیار کیے گئے ہوں ہونے چاہییں۔ یہ مختصر چارٹ انگریزی میں ہوں اور ان کے ترجمے مقامی افریقی زبانوں میں بھی پورے اہتمام کے ساتھ تیار کرائے جائیں اور یہ لٹریچر افریقہ ہی کے کسی مقام سے شائع ہونا چاہیے۔

۷- سعودی دارالافتاء کی طرف سے جو مبعوثین خصوصاً افریقہ بھیجے جائیں ان کے لیے شرط ہو کہ ردِّ قادیانیت میں خصوصی تربیت پائے ہوئے ہوں اور اس کی ان کے پاس شہادت موجود ہو۔ ان علاقوں کے لیے یہ مبعوثین اگر پاکستان کے ہوں تو بہت مناسب ہوگا، کیوں کہ پاکستان میں رہنے والے قادیانیوں کو زیادہ سمجھتے ہیں

کینیا کے مبعوثین نے ہمارے ساتھ بڑا تعاون کیا۔ نیروبی ایئرپورٹ پر پہلے سے پہونچے ہوئے تھے۔ ایئرپورٹ پر ہونے والے اخراجات بھی انہوں نے اپنے پاس سے ادا کیے اور نیروبی سے ممباسا جانے کے اخراجات بھی ان حضرات نے باصرار اپنی طرف سے ادا کیے۔ انہوں نے خاصا وقت ہمارے ساتھ گذارا۔ اور مولانا زاھد امین کا تعاون ہمارے اس سفر کینیا کی "یاد" ہے۔ نائیجیریا میں شیخ مرتضےٰ اور شیخ امانت اللہ نے گھانا میں، شیخ خالد کمال نے سیرالیون میں شیخ عباس سیسے نے اور گیمبیا میں شیخ عبدالودود اور شیخ امین سیسے نے تبلیغی کام سرانجام دینے میں اور سفری سہولتیں بہم پہونچانے میں ہماری پوری مدد کی۔

ایک افسوسناک پہلو کے سوا مجموعی طور پر مبعوثین کرام کا وجود بڑا غنیمت ہے۔ وہ ایک بڑی دینی ضرورت کو پورا کیے ہوئے ہیں۔ یہ بات لائق تبریک ہے کہ اس عالمی اسلامی تقاضے کو سعودی عرب کی حکومت پورا کر رہی ہے۔

ہمارے علم کے مطابق افریقی ممالک میں مقیم مبعوثین زیادہ تر تعلیمی خدمات میں مصروف ہیں تبلیغی کام محض ضمنی طور پر عمل میں آتا ہے۔ افریقہ میں اس دور میں زبردست مذہبی بحران رونما ہے۔ اسلام عیسائیت اور قادیانیت تینوں میں معرکہ آرائی ہے۔ عیسائیت اور قادیانیت کے پیچھے منظم مشنریاں ہیں۔ ضرورت ہے کہ مسلم علماء بھی عیسائیت، قادیانیت اور اسلام کے گہرے تقابلی مطالعہ کے ساتھ اس معرکہ میں اتریں اور کچھ مبعوث حضرات ایسے بھی ہوں جو ان ابواب میں تخصص کا درجہ بھی رکھتے ہوں اور وہ صرف تبلیغی کام کے لیے وقف ہوں۔ اس صورت میں یہاں قادیانیت اور عیسائیت کے سلسلہ میں ماہانہ محاضرات ترتیب پا سکیں گے۔ اور ایک بہت بڑا اسلامی تقاضا پورا ہوگا۔ جہد مسلسل سے یہاں علم دینی بیداری پیدا ہو جائے تو افریقی عوام اسلامی ملت واحدہ میں بہت اہم کردار ادا کر سکیں گے۔

افریقی ممالک میں دینی کام کو آگے بڑھانے کے لیے

اقتراحات

۱- افریقہ میں خصوصاً اس کے مغربی ممالک میں چند ایسے دینی مدارس کا قیام ضروری ہے جن میں ناظرہ قرآن مجید، حفظ قرآن، تجوید اور حدیث کی تدریجی تعلیم ہو۔ ان مدارس کے ساتھ مساجد بھی ہوں جو تعلیمی کام کرنے والے مبعوثین اور مقامی مسلمانوں میں اچھا رابطہ پیدا کرنے میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔

محمد طیب شاہد

زبان میری ہے بات ان کی

یہ جو آج ریڈیو پر تقریر نشر ہو رہی تھی یہ ایک مولانا صاحب ہیں اور ہیں ہمارے ملک کے وزیر کافی عہدوں کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ اپنی عوام اور غیر ممالک کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے نام کے ساتھ لفظ مولانا الاپتے ہیں۔ ویسے فاضل کسی مدرسہ عربیہ کے نہیں وزارت کے علاوہ اصل کام جو ان کے سپرد ہے وہ علماء کے درمیان منافرت کا بیج بونا ہے۔ یہ کام جناب بخوبی نبھا رہے ہیں۔ کئی اپنی طرح کے برائے نام مولویوں کو اپنے دام ہمرنگ میں پھنسا چکے ہیں یہ سب عالم دین ہونے کے دعویدار ہیں۔ لیکن ہیں سب بدترین سگِ دنیا یہ ان کے جانشین ہیں۔ جن کو انبیاء بنی اسرائیل کے مدمقابل کہا گیا ہے۔ یہ قوم کے مذہبی راہنما ہیں۔ لیکن قوم کو گڑھے میں دھکا دے رہے ہیں۔ یہ ملت کے راہبر ہیں۔ لیکن ملت کو قصابوں کے ہاتھوں فروخت کر رہے ہیں۔ یہ بدنام کنندہ علماء دین کے نام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اور ان کی آبرو خاک میں ملا رہے ہیں۔ نامعلوم خدا کے حضور دن میں پانچ مرتبہ ان کی جبیں جھکتی ہے یا نہیں لیکن متکبرین وقت کے دربار عالی میں سینکڑوں مرتبہ آداب بجالاتے ہیں۔

ہم حقیقی علماء کی بات نہیں کر رہے۔ یہ تو علماء سُو کی بات ہو رہی ہے۔ علماء حقہ کی عزت ہمارے دلوں میں جاگزیں ان کا مقام ہمارے دلوں کے لئے جام طہور کی سی حثییت رکھتا ہے۔ ان کی خاک کفش ہماری زینت جبیں۔ یہ بات ان کی ہو رہی ہے جو دین کی دکان لگا کر مذہب کا سودا کرتے ہیں ان کی زبانوں پر خدا اور دل میں شیطان جن کو مغرور حکمرانوں کے دروازوں پر اکثر جبہ رسائی کرتے ہم دیکھتے ہیں۔

بہر صورت یہ مولانا چاہے جو روپ بہروپ اختیار کریں ہمارے نزدیک برے ہیں۔ یہ جو پستہ قد سیاہ زلفوں والے باریش حضرت جا رہے ہیں۔ ان بیچاروں نے بھی دین کا سودا کیا۔ لیکن نفع کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ ہائے بندہ خدا تو نے کیا دیا اور کیا لیا خدا کی قسم سودا خسارے کا کیا۔ یہ جو بزرگ سفید ریش وجیہہ چہرے اور سر پر کپڑے کی ٹوپی پہنے آ رہے ہیں یہ سجدے بیچتے ہیں۔ فتووں کے بیوپاری ہیں اور مسلکوں کے تاجر ہیں کبھی انہوں نے جن پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ آج انہی کے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں ہیں۔

یہ جن کے جانشین ہیں وہ شیر تھے اور یہ بزدل وہ دنیا کو لات مارتے تھے یہ دنیا کو سینے سے لگاتے ہیں۔ وہ شاہوں کے دربار میں سربلند جاتے تھے اور یہ ان کے درباروں میں کاسہ گدائی لے کر بھیک مانگتے ہیں۔ دوستو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں راست گو وحق گو علماء حق اپنی رحمت کی طفیل عطا فرمائے جو اعلاء کلمۃ الحق کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کریں۔ اس گئے گذرے دور میں بھی اللہ کے بندے سینکڑوں موجود ہیں۔ انہی کو اللہ توفیق دے کہ سر جوڑ کر امت محمدیہ کی فکر کریں۔ اس ڈوبتی نیا کو پھر سے کنارے لگائیں۔ (آمین)

آیئے اب ذرا ملک کے وزراء کا ہم تھوڑا سا نقشہ کھینچیں اور ان کی بیگمات کی تھوڑی سی تصویر قرطاس پر نقش کریں۔ چڑیا گھر میں جا کر دیکھئے تو وہاں جانوروں کے رہنے کے لئے اولاد آدم سے بہترین مسکن ہیں۔ چڑیا گھر بھی نہ جایئے انہی وزیروں اور رئیسوں کے گھروں میں جا کر ان کے پالتو کتوں کو دیکھو وہ بھی انسانوں اور انسانوں کے بچوں سے بہتر حالت میں ہیں۔ غریب کو دو وقت کا کھانا میسر نہیں لیکن ادھر کتوں کی مکھن سے پرورش ہو رہی ہے غریبوں کے بچے سردی کی وجہ سے ٹھٹھر رہے ہیں کیونکہ زیب تن کے لئے کپڑا میسر نہیں اور ادھر در و دیوار پر قیمتی پردے لٹک رہے ہیں۔ غریب پانی کے گھونٹ سے ترس رہا ہے۔ اور ادھر جام پر جام لنڈھائے جا رہے ہیں۔ غریبوں کی بیویوں کو زینت کے لئے کوئی شئی میسر نہیں ادھر ان کی بیگمات کے لئے عطر کی شیشیاں ہزاروں کی قیمت سے خریدی جا رہی ہیں۔ وزراء کرام ہمارے مردوں کو ڈس رہے ہیں اور ان کی بیگمات عورتوں کے ذہن زہر آلود کر رہی ہیں۔

دوستو! انصاف کے ترازو میں تولو کہ ان کو خاتون کا لقب بھلا لگتا ہے یا حرص و ہوا کی رسیا۔

حکمرانو: خدا کے لئے سوچو کیوں قوم کو گڑھے میں دھکیل رہے ہو خدا کے غضب سے ڈرو اور ہمارے مزید ٹکڑے نہ کرو۔ اس پاک سرزمین کو پلید نہ کرو۔ وعدہ فراموشو۔ ابھی تو اس خون سے شہادت کی خوشبو آ رہی ہے جو اس مملکت کی خاطر بہایا گیا اور تم نے محفلیں جمانی شروع کر دی ہیں کریم بن کے وعدہ وفا کرو لیکن تم کیا وعدے پورے کرو گے تم تو اہل خیانت ہو وعدہ شکنی تمہارا شیوہ ہے فریب وہی تمہارا طرۂ امتیاز ہے۔

حکمرانو! اگر تم اپنے دعووں کے مطابق ملک اور قوم کی خیر خواہی کا درد اپنے سینوں میں رکھتے ہو تو اپنے قول و عمل میں مطابقت پیدا کرو تاکہ ملک کے غریب عوام پریشان حالی و درماندگی کا شکار ہو کر حزن و یاس کی زندگی سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔

جماعتی کارکن عام انتخابات کی تیاریاں پورے جوش و خروش کیساتھ کریں

مرکزی، صوبائی اور ضلعی سطح پر پارلیمانی بورڈ قائم کر دیئے گئے

حزب اختلاف کے اتحاد کے لیے جمعیۃ علماء اسلام نے تین نکاتی فارمولا پیش کر دیا!

جمعیۃ کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں اہم فیصلے

رپورٹ۔ زاہد الراشدی

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ اور صوبائی امراء و نظماء کا مشترکہ اجلاس ۷ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ بروز بدھ صبح ۱۰½ دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ ورکشاپی محلہ راولپنڈی میں منعقد ہوا۔ جس میں ملک کی تازہ ترین سیاسی صورتحال پر غور و خوض کے بعد متعدد اہم فیصلے کیے گیے۔ حضرت الامیر مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم علالت کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ اس لیے اجلاس کی صدارت نائب امیر اوّل حضرت مولانا محمد شریف وٹو مدظلہ العالی نے فرمائی اور مندرجہ حضرات اجلاس میں شریک ہوئے :۔

حضرت مولانا عبید اللہ انور، حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ ۔ حضرت مولانا قاضی عبد اللطیف کلاچی، حضرۃ مولانا ایوب جان بنوری پشاور، حضرت مولانا صاحبزادہ عبد الباری جان پشاور، حضرت مولانا عبد الواحد صاحب کوئٹہ، قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ ملتان، حاجی محمد زمان خان اچکزئی۔ کوئٹہ، خواجہ عبد الرؤف۔ ملتان احقر ابو عمّار زاھد الراشدی۔ گوجرانوالہ۔

صوبہ سندھ کے امیر مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹی کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سکھر نے محرم الحرام کا پورا مہینہ امروٹ شریف میں نظر بند کر دیا ہے۔ اس لیے وہ بھی شرکت نہ فرما سکے۔ جبکہ صوبہ سندھ کے ناظم اعلیٰ مولانا نور محمد نے ٹیلی گرام کے ذریعہ شرکت سے مصروفیت کی بنا پر معذوری اور فیصلوں سے مکمل اتفاق کی اطلاع کر دی ــــ

قاید محترم حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ملک کی تازہ ترین سیاسی صورت حال اور اپوزیشن اتحاد کے سلسلہ میں ہونے والے مذاکرات پر روشنی ڈالی اور اس بات پر زور دیا کہ ہمیں انتخابات کی تیاریاں پورے جوش و خروش کے ساتھ شروع کر دینی چاہیئیں، تاکہ انتخابات میں حصہ لینے کی صورت میں ہم پورے اعتماد کے ساتھ انتخابی مہم کا آغاز کر سکیں۔

آپ نے اس اندیشہ کا اظہار کیا کہ وزیر اعظم بھٹو خود ملک میں مسلسل انتخابی دوروں میں مصروف ہیں لیکن اپوزیشن کو وہ الیکشن مہم کے لیے بہت کم وقت دیں گے اور اچانک انتخابات کی تاریخ کا اعلان کر دیں گے اس لیے ہمیں ابتدائی تیاریاں بہر صورت مکمل کر لینی چاہئیں۔

پارلیمانی بورڈ

مفتی صاحب کے خطاب کے بعد مرکزی مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا کہ مرکزی، صوبائی اور ضلعی سطح پر موجود جمعیۃ کی مجالس عاملہ کو اسی سطح پر پارلیمانی بورڈ کی حیثیت دے دی جائے اور سطح پر پارلیمانی بورڈ بلا تاخیر اپنے اجلاس منعقد کر کے اپنے حلقوں میں انتخابات کے سلسلے میں ضروری کوائف کی چھان بین کریں اور اس سے بالائی سطح کے پارلیمانی بورڈ کو آگاہ کریں۔

اس موقع پر مولانا مفتی محمود نے بتایا کہ انتخابات سے متعلق بنیادی فیصلہ ضلعی سطح کا پارلیمانی بورڈ کرے گا۔ اس کے فیصلے کے خلاف صوبائی بورڈ سے اور اور صوبائی بورڈ کے فیصلے کے خلاف مرکزی بورڈ سے اپیل کی جا سکے گی۔ البتہ ضلعی بورڈوں کے فیصلوں کا باضابطہ اعلان مرکزی پارلیمانی بورڈ نظر ثانی کے بعد خود کرے گا۔

مالیاتی کمیٹی

انتخابی اخراجات کے لیے رقم کی فراہمی کی غرض سے حضرت الامیر مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم کی قیادت میں ایک مالیاتی کمیٹی قائم کر دی گئی جس کے سیکرٹری مولانا مفتی محمود مدظلہٗ ہونگے اور باقی ارکان کے نام یہ ہیں :

مولانا محمد شریف منچن آباد، مولانا عبید اللہ انور لاہور، مولانا محمد شاہ صاحب امروٹی، سکھر، مولانا سید محمد ایوب جان بنوری پشاور، مولانا عبد الوحد۔ کوئٹہ۔

شعبہ انتخابات

اجلاس میں مرکزی شعبہ انتخابات کا دفتر فوری طور پر جمعیۃ کے مرکزی دفتر رنگ محل لاہور میں قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور جناب سید عطاء الرحمٰن جعفری

کو اس کا سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ وہ روزانہ صبح ۱۰ بجے سے شام چار بجے تک دفتر میں موجود رہیں گے اور انتخابات کے سلسلے میں ضروری امور سرانجام دیں گے۔

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت

اجلاس میں صوبائی دفاتر کے معائنہ اور شعبہ نشر و اشاعت کے سلسلے میں راقم الحروف کی رپورٹ اور تجاویز پر غور کیا گیا اور متعدد تجاویز کی منظوری دی گئی۔ جن سے متعلقہ شاخوں کو بذریعہ سرکلر آگاہ کیا جا رہا ہے۔ مجلس عاملہ نے تمام ماتحت شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ بالائی جمعیتوں کے احکامات و ہدایات اور دستور کی دفعات کی مکمل پابندی کریں اور نظم و نسق کو مستحکم کرنے کے لیے بالائی عہدہ داروں سے تعاون کریں۔

اجلاس میں یہ بھی طے پایا کہ دستور کی دفعات اور بالائی ہدایات کی خلاف ورزی کی صورت میں امیرِ بالا دستور کے مطابق مناسب کارروائی کریں گے۔

اپوزیشن اتحاد کا فارمولا

اجلاس میں حزب اختلاف کے اتحاد کے سلسلہ میں بعض سیاسی جماعتوں کا پیش کردہ فارمولا بھی زیر بحث آیا اور مجلس عاملہ نے اس کی جگہ مندرجہ ذیل فارمولا پیش کیا۔

۱ جو جماعتیں متحدہ جمہوری محاذ سے باہر ہیں وہ محاذ میں شامل ہو جائیں۔ یا محاذ کی جگہ تمام اپوزیشن پارٹیوں پر مشتمل نئی تنظیم قائم کر دی جائے۔

۲۔ سیٹوں کی تقسیم میں پارٹیوں کی علاقائی مقبولیت اور اثر و رسوخ نیز [illegible] کے انتخابات کے نتائج کو بنیاد بنایا جائے۔

۳۔ مشترکہ پلیٹ فارم صرف سیٹوں کی تقسیم اور باہمی تصادم کی روک تھام کا فریضہ سرانجام دے اور ٹکٹ ہر پارٹی اپنے امیدواروں کو خود جاری کرے۔

قرار دادیں

اجلاس میں منظور کی جانے والی متفقہ قرار دادیں درج ذیل ہیں:۔

۱ جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس آئندہ عام انتخابات کی غیر جانبدارانہ حیثیت کے بارے میں حکومت کی طرف سے عملی اقدامات کے بجائے محض زبانی اعلانات کو قطعی غیر تسلی بخش قرار دیتا ہے اور اس رائے کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ جب تک ۱۔ تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر کے ملک میں ہر قسم کے سیاسی مقدمات واپس نہیں لیے جاتے۔ ۲۔ دفعہ ۱۴۴ کا استعمال ختم کر کے اپوزیشن کو عوام سے بھرپور رابطہ کا موقع نہیں دیا جاتا، ۳۔ ڈی، پی، آر تحفظِ امن عامہ آرڈی ننس اور دیگر امتناعی قوانین کا سیاسی مقاصد کے لیے استعمال ترک نہیں کیا جاتا، ۴۔ اخبارات و جرائد پر عاید شدہ پابندیاں واپس نہیں لی جاتیں۔ ۵۔ الیکشن کے انتظامات کے سلسلے میں اپوزیشن کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا، ۶۔ ریڈیو اور ٹی وی سے حزب اختلاف کو اظہار خیال کا موقع اور نشریات میں اسے معقول حصہ نہیں دیا جاتا۔

۲ یہ اجلاس متحدہ حزب اختلاف کی تشکیل کے سلسلہ میں مختلف اپوزیشن رہنماؤں کے درمیان حالیہ مذاکرات پر اطمینان کا اظہار کرتا ہے اور اس شدید خواہش کا اظہار مناسب خیال کرتا ہے کہ انتخابات سے قبل حزب اختلاف کی تمام جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو جانا چاہیے تاکہ ہر حلقہ میں حکمران پارٹی کے امیدوار کے مقابلے میں اپوزیشن کا ایک ہی امیدوار سامنے لایا جا سکے۔

۳۔ یہ اجلاس جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے امیر حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹی مدظلہ کی نظر بندی اور تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے سربراہ مولانا قاضی مظہر حسین اور ان کے رفقاء کی گرفتاری پر شدید احتجاج کرتا ہے اور حکومت کو توجہ دلاتا ہے کہ محرم الحرام کے موقع پر اکثریتی سنی فرقہ کے راہنماؤں کے خلاف اس قسم کے یکطرفہ اقدامات سے فرقہ دارانہ کشیدگی میں اضافہ ہوگا۔ اس لیے حکومت کو جانبدارانہ رویہ اختیار کرنے کی بجائے فرقہ دارانہ کشیدگی کے حقیقی اسباب کو دور کرنے کی سعی کرنی چاہیے یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا محمد شاہ امروٹی مولانا قاضی مظہر حسین اور دیگر سنی راہنماؤں کے خلاف کیے گئے اقدامات بلا تاخیر واپس لیے جائیں۔

۴۔ یہ اجلاس وزیر اعظم کے حالیہ دوروں کے موقع پر پرائیویٹ بسوں کی مسلسل پکڑ دھکڑ اور سرکاری ملازمین کے ذریعہ دیہات سے لوگوں کو استقبال کے لیے جمع کرنے کی کارروائیوں کی شدید مذمت کرتا ہے، کیونکہ ان مذموم ہتھکنڈوں کے باعث ہزاروں مسافروں کو بے حد پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ اور لاکھوں افراد کو بلا وجہ مشکلات میں مبتلا کیا گیا۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وزیر اعظم کے دوروں اور استقبال وغیرہ کے سلسلے میں سرکاری مشینری کے استعمال قومی دولت کے بے تحاشہ ضیاع اور عوام کو بلاوجہ پریشان کرنے کا سلسلہ ترک کیا جائے اور حکمران پارٹی کی فرضی مقبولیت کے مظاہروں کے لیے پارٹی کی طرف سے انتظامات کیے جائیں۔

5 یہ اجلاس بلوچستان میں بعض قوانین شریعت کے جزوی نفاذ کو محض انتخابی ہتھکنڈہ سمجھتا ہے کیونکہ چند جزوی قوانین کے بعض حصوں کو نافذ کرنے کا اعلان کیا گیا ہے اور ان کے ساتھ ہی مروجہ قوانین کے تحت بالائی عدالتوں میں اپیل کا حق دیکر اس جزوی نفاذ کو بھی غیر مؤثر بنا دیا گیا ہے اس لیے حکومت کی طرف سے نفاذ شریعت کے اس اعلان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور صوبہ بلوچستان کے دین دار عوام کو ان ہتھکنڈوں سے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

۶۔ یہ اجلاس مصر کے بحری و ہوائی جہازوں کے المناک حادثات میں ہونے والے مالی و جانی نقصان پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور مرحومین کی مغفرت کی دعا کرتے ہوئے مصری بھائیوں کے اس قومی غم میں برابر کا شریک ہے۔

۷۔ یہ اجلاس حضرت مولانا عبدالحق صاحب ایم این اے

اکوڑہ خٹک کی والدہ کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دیں اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔

۸۔ اجلاس ہذا کار کے حادثہ میں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے نائب امیر حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ، سجادہ نشین خانقاہِ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی اور ان کے رفقاء کے زخمی ہونے اور ایک فرد کی شہادت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنتِ فردوس میں جگہ عطا فرمائیں اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

نیز یہ اجلاس اس امر پر اطمینان کا اظہار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کو اس حادثہ میں بعافیت رکھا۔ اللہ انہیں صحتِ کاملہ وعاجلہ سے نوازیں۔

اجلاس میں حضرت الامیر مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم اور قاید محترم حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ العالی کی صحت یابی کے لیے دعا کی گئی اور کم وبیش ساڑھے چار گھنٹے جاری رہنے کے بعد اجلاس بخیر وخوبی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

قاری نور الحق قریشی اور زاہد الراشدی کا دورہ جہلم و گجرات

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے ناظم عمومی قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ اور مرکزی ناظم زاہد الراشدی نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس کے بعد راولپنڈی سے واپسی پر جہلم میں تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے ممتاز رہنما حضرت مولانا عبد اللطیف جہلمی سے ملاقات کی اور ان سے خدام اہل سنت کے سربراہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی گرفتاری کے بعد پیدا شدہ صورت حال پر بات چیت کی۔

بعد ازاں دونوں رہنماؤں نے ضلعی جمعیۃ کے امیر مولانا محمد شریف احرار اور مقامی جمعیۃ کے راہنما جناب بابو عبد الخالق سے مقامی تنظیمی صورتِ حال پر تبادلۂ خیالات کیا۔

اس کے بعد قاری نور الحق قریشی، زاہد الراشدی اور مولانا محمد شریف احرار نے گجرات میں جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ کے راہنما حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری سے ملاقات کی اور ان سے سیاسی امور میں جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ تعاون کے سلسلہ میں گفتگو ہوئی۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ کے ناظم اعلیٰ مولانا غلام اللہ خان کی سفرِ حج سے واپسی پر بہت جلد جمعیۃ کا اجلاس بلا کر اس سلسلہ میں مثبت اعلان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس موقع پر جمعیۃ کے رہنماؤں نے الجامعۃ الامینیہ نزد جنرل بس سٹینڈ گجرات کے خطیب حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب سے بھی جماعتی امور پر گفت و شنید کی اور ان سے کہا کہ وہ ضلع گجرات میں جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم نو کے سلسلہ میں خصوصی دل چسپی لیں۔ مولانا عبد الرؤف نے یقین دلایا کہ وہ اس سلسلہ میں پوری جد وجہد کریں گے۔

بلوچستان سے مرکزی نائب امیر مولانا عبد الغفور صاحب ہیں

ہفت روزہ ترجمان اسلام کے بعض گذشتہ شماروں میں غلط فہمی کی بنا پر بلوچستان سے جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی نائب کے طور پر حضرت مولانا عبد الواحد صاحب مدظلہ کا نام شائع ہوتا رہا ہے جبکہ مولانا موصوف صوبائی جمعیۃ بلوچستان کے امیر ہیں اور بلوچستان سے مرکزی نائب امیر معروف جماعتی رہنما حضرت مولانا عبد الغفور مدظلہ مہتمم مدرسہ مظہر العلوم شالدرہ کوئٹہ ہیں۔ قارئین اپنا ریکارڈ درست فرمالیں۔ اس سنگین غلطی پر معذرت کے ساتھ یہ وضاحت شائع کی جا رہی ہے

(ادارہ)

مولانا عبد الرؤف کو ضلع گجرات میں جمعیۃ کا کنوینر مقرر کر دیا گیا

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور نے الجامعۃ الامینیہ جی ٹی روڈ گجرات کے خطیب مولانا عبد الرؤف فاضل نصرت العلوم کو جمعیۃ علماء اسلام ضلع گجرات کا کنوینر مقرر کیا ہے۔ اور انہیں ہدایت کی ہے کہ وہ جلد از جلد پورے ضلع میں تنظیمی کام مکمل کر کے ضلع سطح پر عہدے داروں کا انتخاب کرائیں۔

بقیہ: ختم نبوت کانفرنس

ایک طویل فہرست کے بارہ میں کانفرنس کی انتظامیہ کو پابند کر دیا تھا کہ ان میں سے کسی صاحب کو تقریر نہیں کرنے دی جائے گی۔

علاوہ ازیں کانفرنس کے پنڈال کے گرد پولیس کا حصار شب و روز قائم رہا مقررین کا تعاقب، لمحہ لمحہ کی وائرلیس پر رپورٹ اور رعب و داب کی فضا قائم رکھنا پولیس کا مصرف ختم نبوت کانفرنس کو کور کرنا جو پولیس کی اہم ذمہ داری معلوم ہوتا تھا اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ضلع جھنگ کی پولیس کا مصرف صرف ختم نبوت کانفرنس کو ہی کور کرنا رہ گیا ہے تاہم مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں نے انتہائی تدبر، تحمل اور بردباری کے ساتھ صورت حال کا سامنا کیا اور کانفرنس کو آخر دم تک کامیاب بنانے کی پوری جد وجہد کی مگر یہ بردباری بھی مجلس کے قائدین کو راس نہ آئی اور حضرت مولانا محمد شریف جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان جو انتہائی دور اندیش، متحمل، محتاط اور بردبار راہنما اور مقرر ہیں کانفرنس کے اختتام کے ساتھ ہی تحفظ امن عامہ کی دفعہ ۱۶ کے تحت گرفتار کر لیے گئے ان پر الزام یہ تھا کہ انہوں نے کانفرنس میں اشتعال انگیز تقریر کی اب تازہ رپورٹ ہے کہ ۲۳ دسمبر کو ایڈیشنل سیشن جج جھنگ نے عبوری طور پر مولانا جالندھری کی ضمانت منظور کر کے ان کی رہائی کا حکم دے دیا ہے۔

رپورٹ علی احمد جامی

کیا قادیانی مسئلہ حل ہو چکا ہے

ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں مقررین کا استفسار

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان گذشتہ ۲۹ سال سے ربوہ کے سالانہ جلسہ کے مقابلہ میں چنیوٹ میں ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کرتی ہے۔ جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام اور قائدین شرکت فرماتے ہیں جس سے ایک طرف قادیانی فتنہ کے مقابلہ میں مسلم مکاتب فکر کے اتحاد و اشتراک کا مظاہرہ ہوتا ہے اور دوسری طرف پریس اور ذرائع ابلاغ پر قدغنوں کے اس دور میں عوام کو قادیانی سازشوں سے آگاہ کرنے کا ایک مؤثر پلیٹ فارم مہیا ہو جاتا ہے۔ امسال مجلس تحفظ ختم نبوت نے ۱۰ — ۱۱ — ۱۲ دسمبر کو چنیوٹ کے لائبریری پارک میں کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا جس میں حسب معمول مختلف مکاتب فکر کے سربرآوردہ علماء کرام نے شرکت فرمائی اور ملک کے مختلف حصوں سے ہزاروں مندوبین اور عوام کانفرنس میں شریک ہوئے۔ کانفرنس کا آغاز ۱۰ دسمبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھری کے خطاب سے کانفرنس کا آغاز ہوا اور اس کے بعد ۱۲ دسمبر کی شب تک کل سات نشستیں ہوئیں جن سے شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان، مولانا تاج محمود، مولانا عبدالقادر روپڑی مولانا حکیم منظور احمد شاہ صاحب سید محبوب علی شمسی سید رضا علی شمسی، ع۔غ کراروی، مولانا نذیر احمد، مولانا زاہد الراشدی، مولانا قاری حماد اللہ شفیق اور دیگر علماء نے خطاب کیا۔

مولانا تاج محمود نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مرزا ناصر احمد کے اس بیان پر کڑی نکتہ چینی کی کہ کوئی طاقت ہمیں غیر مسلم قرار نہیں دے سکتی آپ نے کہا مرزا ناصر کا اتنے زعم کے ساتھ یہ بات کہنا خالی از علت نہیں ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ یا تو مرزا ناصر کسی غیر ملکی طاقت کے اشارے پر اتنے بلند بانگ دعوے کر رہے ہیں اور یا حکومت کے ساتھ اندرون خانہ ان کی کوئی بات ہو گئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ مرزا ناصر پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ کے باوجود اپنے غیر آئینی موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں..... مولانا تاج محمود نے کہا کہ یہ سب جو کچھ ہو رہا ہے اس امر کا نتیجہ ہے کہ ابھی تک پارلیمنٹ کے آئینی فیصلہ کے تقاضے پورے نہیں کیے گئے اور اس کے مطابق قانون سازی نہیں ہوئی اور حکومت نے پارلیمنٹ کے فیصلہ پر عملدرآمد کے لیے کوئی مثبت قدم نہیں اٹھایا ورنہ کیا وجہ ہے کہ مرزا ناصر آئین کی کھلم کھلا تضحیک کر رہا ہے اور حکومت اس کے خلاف بغاوت کا کیس نہیں بناتی

آپ نے کہا اگر حکومت قادیانی مسئلہ کو عوام کی خواہشات کے مطابق حل نہیں کر سکتی اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کا محاسبہ نہیں کر سکتی تو صاف بتا دے تاکہ ہم خود قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے قادیانیوں سے نمٹ سکیں

مولانا زاہد الراشدی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے یہ سوال اٹھایا کہ کیا قادیانی مسئلہ حل ہو چکا ہے؟ اور اس کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ تحریک ختم نبوت کے بنیادی طور پر پانچ مطالبات تھے۔

۱۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے

۲۔ کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے

۳۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

۴۔ قادیانیوں کی وطن دشمن سرگرمیوں کا محاسبہ کیا جائے۔

۵۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور دیگر بزرگان اسلام کی توہین پر مشتمل قادیانی لٹریچر ضبط کیا جائے۔

لیکن ابھی تک صرف پہلے مطالبہ کے سلسلہ میں ایک اصولی فیصلہ ہوا ہے اور باقی مطالبات ہنوز تشنۂ تکمیل ہیں اور پہلے مطالبہ کے سلسلہ میں بھی پارلیمنٹ نے جو فیصلہ کیا ہے قادیانی اس کو تسلیم کرنے سے گریز کر رہے ہیں مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ پارلیمنٹ کے فیصلہ اور آئین کی دفعات کو تسلیم کرانا اور ان کی پابندی کرانا حکومت کی ذمہ داری ہے اور حکومت کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے قادیانیوں کو پارلیمنٹ کے فیصلہ کا پابند کرنا چاہیئے آپ نے عوام سے کہا کہ ابھی قادیانی مسئلہ اسی طرح ہے جس طرح سات ستمبر ۷۴ء سے قبل تھا اس لیے ہمیں ایک بار پھر متحد ہو کر اس سلسلہ میں تحریک چلانا ہو گی مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت تمام مسلمانوں کا مشترکہ مسئلہ ہے اور اس کے تقاضے پورے کرنے کے لیے ملت اسلامیہ کے تمام مکاتب فکر پوری طرح متحد ہیں اور پہلے کی طرح اب بھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے آپ نے اعلان کیا کہ آئندہ سال ختم نبوت کانفرنس انشاء اللہ تعالیٰ چنیوٹ کی بجائے ربوہ میں منعقد ہو گی۔

کانفرنس کے دوسرے مقررین نے بھی اس قسم کے جذبات کا اظہار کیا بالخصوص شیعہ راہنما سید مظفر علی شمسی کے فرزند سید رضا علی شمسی نے ہونہار ہونے کے باوجود جن جذبات کا اظہار کیا اس سے شمسی صاحب کی یاد تازہ ہو گئی۔

کانفرنس کے سلسلہ میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ [illegible] ضلعی انتظامیہ [illegible] پر پابندی لگا دی تھی اور

۱۷۸

اسعد رحمانی کے قلم سے

بیچے سقوں سے چھٹکارا کیونکر حاصل ہو؟

سوچ اور عمل میں تبدیلی ناگزیر ہے!

حدیث میں ہے کہ ایک موقع پر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ اے اللہ کے پیغمبر! قیامت کب آئے گی؟

آپؐ نے فرمایا کہ جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو سمجھ لو کہ قیامت آگئی۔

قیامت کا مفہوم واضح کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا:

"اہم ترین ذمہ داریاں نااہل اور غیر ذمہ دار لوگوں کے سپرد کر دی جائیں گی"

حدیث کے مشہور شارح حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی شرح میں ارشاد فرمایا

"امر (جس کا معنیٰ ہم نے اہم ترین ذمہ داریاں کیا ہے) سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق ملک و قوم سے ہے۔ مثلاً منصب افتاء و قضاء، پنجگانہ نماز کی امامت، درس و تدریس، خطابت وعظ و نصیحت، ارشاد و تلقین، انتظامی مناصب اور عہدے وغیرہ ذالک"

یہ ارشادِ نبوت اچانک اس وقت ذہن میں آگیا جب ہم نے وزیر اعظم بھٹو صاحب کے دورۂ گوجرانوالہ کے موقع پر ان کے وہ ارشادات پڑھے جن کا تعلق ایک ایم این اے سے تھا۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ گوجرانوالہ کے دیہاتی حلقے کے ممبرِ قومی اسمبلی جناب ذوالفقار علی باجوہ صاحب پچھلے دنوں انتقال کر گئے۔ مرحوم پی پی پی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے، لیکن بعد میں وہ مسٹر کھر اور حنیف رامے کے ساتھ مسلم لیگ میں چلے گئے۔ باجوہ صاحب کے بعد اس حلقہ میں انتخاب ہونا تھا۔ موجودہ ملکی انتظامیہ جو ضمنی انتخابات کے سلسلے میں عجیب و غریب تجربے کر چکی ہے نے غالباً سوچا ہو گا کہ لمبی سر دردی سے خود بھی بچو اور بے چارے ووٹروں کو بھی بچاؤ۔ اس لیے اس نے بلا مقابلہ سیٹ جیتنے کا فیصلہ کر لیا۔ پی پی پی کی طرف سے جس "خوش قسمت"، "سعادت مند" اور انتہائی وفا شعار کے نام قرعہ پڑا۔ ان کا نام نامی اسم گرامی جناب علی محمد دھاریوالی صاحب ہے۔ دھاری والی صاحب کے خفتہ مقدر جاگ اٹھے اور وہ کشاں کشاں راولپنڈی پہونچے۔ اسمبلی ہال گئے۔ حلف کی تقریب ہوئی۔ اور ایم این اے کہلائے۔

یار لوگ ان کے معاملہ میں اتنے حساس تھے کہ کسی کو مقابلہ میں نہ آنے دیا۔ جو کاغذات نامزدگی کے لیے تھے ان سے واپس لے لیے اور ان کو متنبہ کر دیا کہ اس دن شہر تشریف لانے کی زحمت گوارا نہ کریں بعض کو گھر سے اٹھوا کر بصد احترام ریسٹ ہاؤسوں میں بٹھا دیا اور الیکشن کمشنر صاحب کے کمرے کے ارد گرد یوں گھیرا ڈالا کہ "جمہوریت زندہ باد"، "شہری آزادی زندہ باد" جیسے نعرے لگانے پر مجبور ہو گیا۔

اس طرح دھاریوالی صاحب قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ غالباً اسی موقع پر انہوں نے محسوس کیا ہو گا کہ میری "بڑے صاحب" کے دربار میں بڑی اہمیت ہے۔ اس لیے انہوں نے تھوڑے ہی دنوں میں اسمبلی میں "بول" کر اپنی شخصیت کا لوہا منوایا۔ اور بتلا دیا کہ میں قاید عوام کا وفادار ہوں اور ادنےٰ سا —!

لیکن قایدِ عوام جب ان کے شہر آنے لگے تو اپنے رانا اقبال صاحب کی انہوں نے دعوت منظور فرمالی، خواہش دھاریوالی کی تھی لیکن وہ محروم رہے۔

غم تو تھا ہی، بڑے صاحب نے بھری مجلس میں ان کی خواہش کا اظہار بھی کر دیا۔ اور یہ بھی بتلا دیا کہ دیکھو تم نے مجھے کہا تھا کہ اگر میری دعوت نہیں منظور تو اسکی بھی منظور نہ کریں۔

مزید بڑے صاحب نے افسران کی شکایت پر دھاریوالی کو آڑے ہاتھوں لیا اور انہیں متنبہ کیا کہ تم اس کے اہل نہیں تھے، بس خدا نے فضل کر دیا وغیرہ ذالک اور کمال یہ ہے کہ دھاریوالی نے انتہائی سعادت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے "بھرے دربار" میں معافی بھی مانگ لی، اور یہ اعتراف بھی کر لیا کہ:

"میں واقعی اہل نہ تھا"

یہ خلاصہ ہے ان خبروں کا جو اس ضمن میں پریس میں آئیں۔ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ قاید عوام نے کیا فرمایا اور دھاریوالی نے کیا کہا، ہمیں تو صرف اس بات کی طرف توجہ دلانی ہے کہ جب بھٹو صاحب انہیں "نااہل" سمجھتے ہیں تو انہوں نے انہیں ٹکٹ کیوں دیا؟ اور جب دھاریوالی کو بھی اعتراف ہے کہ وہ "نااہل" ہیں تو انہوں نے ٹکٹ کی درخواست کیوں دی؟ میدان میں کیوں آئے —؟

کیا یہ صورت حال پسندیدہ ہے؟، کیا بہ حیثیت مسلمان ارشاداتِ نبوت ہماری نظروں میں نہیں—؟ ہمارا المیہ یہ ہے کہ انگریزی راج کی لعنتوں سے بہ ظاہر چھٹکارا پانے کے باوجود بھی اس دور کا فکر ہم پر مسلط ہے اور

ہم ہر حال میں "اقربا پروری"، "دوست نوازی" اور اس سے آگے بڑھ کر "سب اچھا کہنے والوں" کو نوازتے ہیں. کیا یہ انتہائی بدقسمتی کی بات نہیں کہ "نا اہل" افراد کو نوازا جائے اور "اہل" گردشِ دوراں کا شکار ہو جائیں۔ دنیا کی تاریخ میں ایک بچہ سقہ کی داستان تھی، لیکن اب ہر طرف یہی کچھ نظر آرہا ہے۔

ع : ہر شاخ پہ الّو بیٹھا ہے۔

والی کیفیت سے ہماری پوری زندگی دوچار ہے۔

یہی وہ کیفیت ہے جسے اللہ کے آخری رسولؐ نے قربِ قیامت کا ذریعہ بتایا اور معلوم ہے کہ قیامت نام ہے نظامِ کائنات کے درہم برہم ہونے کا۔!

ہمیں اسلام کی مقدس تاریخ میں "اہلیّت" کی بنا پر عہدے اور مناصب تو ملتے نظر آتے ہیں، لیکن یہ کیفیت نہ تھی۔ بدقسمتی سے ہمارا سارا نظام ہی اسلام کے دعویٰ کے باوجود اسلام سے انحراف کا شکار ہے اسلام عہدہ و منصب ماننے والوں کو اس سے محروم کرنیکی تعلیم دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ جو اہل ہو اسے حق دو اور اسکی صلاحیتوں سے فایدہ اٹھاؤ۔

دھاریوالی صاحب تو زد میں آگئے۔ اور یا پھر گجرات کے نواب اور پگانوالے اور صاحب داد اور اعتزاز احسن کا ذکر ہوگیا۔ یہاں تو

ع : ایں خانہ ہمہ آفتاب است

والی صورت ہے۔!

آج قومی پارلیمنٹ کے نمائیندوں پر نظر ڈالیں. کتنے ہیں جو ان کی ذمہ داریوں کو نبھا سکتے ہیں اور انتظامیہ اور اس کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے کتنے شہزادے ہیں جو حق بحقدار رسید کے ضمن میں آتے ہیں؟

ضرورت ہے کہ قومی سطح پر سوچا جائے اور اس مسئلہ کا حل اہلیّت وصلاحیت کی بنیاد پر نکالا جائے ورنہ یہ "بچے سقے" قیامت سے پہلے قیامت کا باعث بن جائینگے۔

اب جب کہ انتخابات کی آمد آمد ہے (جس میں کوئی شک نہیں) تو ہمارا یہ فرض ہونا چاہیے کہ خوفِ خدا اور مسئولیتِ آخرت کے جذبہ، نیز ملک وقوم کے سچے مفاد کو سامنے رکھ کر ہم "افراد کا انتخاب" کریں اور اسکی قطعاً پرواہ نہ کریں کہ اس سے مجھ پر، میرے کسی بڑے چھوٹے یا میرے خیرخواہ و بہی خواہ پر زد پڑتی ہے۔

ایسا ہوگیا تو بہت اچھا ورنہ خدا کی سنت یہی ہے کہ "اس کی مملکت میں بچے سقے زیادہ دیر ٹھہر نہیں سکتے وہ خود بھی ہلاکت کا شکار رہوتے ہیں اور ملک وقوم کو بھی لے ڈوبتے ہیں

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی گرفتاری کیخلاف چکوال میں شدید احتجاج

قاضی صاحب اور اُن کے فرزند کو رہا کیا جائے

چکوال، ۲۴ دسمبر بروز جمعہ عوام کا مطالبہ تحریک اہل سنت پاکستان کے بانی اور شہر کی مدنی جامع مسجد کے خطیب مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور ان کے فرزند مولانا ظہور الحسین صاحب کو رہا کیا جائے۔ ماتمی جلوسوں میں جو افعال ماتم، سینہ کوبی، زنجیر زنی، تو خوانی کی جاتی ہے۔ وہ چونکہ سنی مذہب میں خلاف شریعت گناہ اور حرام ہے۔ اس لئے خصوصاً مساجد کے سامنے ان افعال پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ اور سنی مذہب کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ اس مطالبہ کی قرار دادیں شہر میں نماز جمعہ کے اجتماعات میں منظور کی گئیں۔ جن میں اہل سنت کے اس مطالبہ کو درست تسلیم کیا گیا کہ یا تو انگریز کے ماتمی جلوسوں کے روٹ منسوخ کئے جائیں۔ یا پھر سنی مساجد کے سامنے سے ان کو خاموشی کے ساتھ گذرنے کا پابند بنایا جائے۔

مندرجہ ذیل خطباء نے مساجد میں قرار دادیں منظور کرائیں۔ مسجد خواجگان کے خطیب مولوی اکرام الحق صاحب، دار العلوم حنفیہ کے خطیب مولوی عبد الرحمان صاحب، جالی والی مسجد کے خطیب حافظ نصیر احمد صاحب مسجد حجامان کے خطیب مولانا عبد اللطیف صاحب، مسجد محمدی کے خطیب مولوی محمد حسین صاحب اور مدنی مسجد کے خطیب نائب مولانا محمد اسماعیل صاحب اور دوسری مساجد شہر میں بھی خطباء نے مذکورہ قرار دادیں پاس کرائیں اور حکومت سے پرزور مطالبہ کیا کہ مدنی جامع مسجد کی تنگ گلی سے جو ماتمی جلوس گذارا جاتا ہے۔ اس کا روٹ تبدیل کیا جائے۔ یا کم از کم افعال ماتم پر مکمل پابندی لگائی جائے۔ اور جلوس خاموشی سے گذارا جائے۔ اور حضرت قاضی صاحب کو جلد رہا کیا جائے۔

مولانا عبد القدوس کو تحصیل بدر کر دیا گیا

مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم ملہوالی کے نائب مہتمم مولانا عبد القدوس صاحب کو عشرۂ محرم کے لئے تحصیل بدر کیا گیا ہے۔ حکومت پاکستان کی اس غلط پالیسی پر ہم اراکین جامعہ حکومت کی اس غلط پالیسی کی مذمت کرتے ہیں اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مولانا کے متعلق جاری ہونے والے اس حکم کو فوراً واپس لیا جائے۔ اور حضرت کو تحصیل پنڈی گھیب تلہ گنگ میں داخلے کی اجازت دی جائے۔

جامعہ ہذا کے اراکین نے ایک مشترکہ بیان میں حکومت پر یہ بات واضح کی ہے کہ علماء حق ایسے غلط ہتھکنڈوں سے ہرگز ہرگز حق نہیں چھوڑ سکتے اس لئے حکومت کو ایسے غلط ہتھکنڈوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ورنہ ایسے غلط ہتھکنڈوں کے نتائج غلط ہوں گے۔

۲ محرم الحرام کو بھوئی گاڈ کی مرکزی جامع مسجد میں جمعیت علماء اسلام بھوئی گاڈ کے ناظم حسین احمد قریشی نے خطاب کرتے ہوئے۔ حکومت پاکستان کی اس موجودہ غلط پالیسی جس کے تحت مولانا عبد القدوس صاحب (ملہوالی) والوں کو تحصیل بدر کیا گیا۔ اس کی پرزور مذمت کی اور مندرجہ ذیل دو قرار دادیں پاس کی گئیں۔

۱۔ شیعہ کی مجالس ماتمی جلوسوں کو ان کی عبادت گاہوں میں محصور کیا جائے۔ اور ان کی مجالس اور ماتمی جلوسوں کو ٹی وی، اخبارات اور ریڈیو پر نشر نہ کیا جائے۔

۲۔ مولانا عبد القدوس صاحب کے متعلق جاری ہونے والے اس آرڈیننس کو فوراً واپس لیا جائے اور ان کو تحصیل پنڈی گھیپ اور تلہ گنگ میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے حکومت پاکستان کا یہ فیصلہ سواد اعظم کے خلاف ہے۔ اس سے اقلیت کو اکثریت پر فوقیت لازم آتی ہے۔

گوجرانوالہ میں حضرت مولانا سرفراز صفدر کا خطاب

جمعیت علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے امیر شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر، جمعیت کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا زاہد الراشدی جمعیت ضلع گوجرانوالہ کے ناظم اعلیٰ ڈاکٹر غلام محمد نے موضع لاھیوالہ چیمہ میں ایک جلسہ عام سے خطاب کیا مولانا محمد سرفراز خان صاحب نے فرمایا کہ اسلام میں شہادت کا بڑا مقام ہے اور مسلمانوں کو شہادت کی خواہش ضرور ہونی چاہیے۔

انہوں نے کہا ہے کہ اسلام میں تمام مشکلات کا حل ہے۔ اور آپ سب لوگ کوشش کریں کہ جس مقصد کے لئے ملک حاصل کیا گیا تھا۔ وہ مقصد پورا ہو۔

٭ ٭ ٭

مولانا سیّد محمد شاہ امروٹی نظر بند کر دیئے گئے



جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے امیر اور متحدہ محاذ صوبہ سندھ کے صدر حضرت مولانا محمد شاہ صاحب امروٹی کو ایس پی سکھر نے غیر قانونی طور پر گھر میں نظر بند کر دیا۔ اس لئے شہر نواب شاہ کی تمام مساجد میں ہر مکتب فکر کے علماء نے اس جمہوریت کش اور مذہب دشمن اقدام کی سخت مذمت کی اور غم وغصہ کا اظہار کیا اور متفقہ طور پر وزیر اعلیٰ سندھ سے مطالبہ کیا گیا کہ اس غیر قانونی نظر بندی کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ ورنہ حالات کی ذمہ داری خود انتظامیہ پر ہو گی۔

مولانا محمد شاہ امروٹی کی نظر بندی پر احتجاج

مجلس تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت کے صدر مولانا عبدالشکور دین پوری اور جنرل سیکرٹری مولانا عبدالمجید ندیم نے جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے امیر مولانا محمد شاہ امروٹی کی نظر بندی اور تحریک خدام اہلسنت کے سربراہ مولانا قاضی مظہر حسین کی گرفتاری پر شدید احتجاج کیا ہے اور ایک بیان میں کہا ہے کہ اہل سنت راہنماؤں کے خلاف حکومت کی جانبدارانہ پالیسی سے سنی اکثریت کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ جانبدارانہ رویہ پر نظر ثانی کرے اور دونوں راہنماؤں کے خلاف کئے گئے۔ اقدامات واپس لئے جائیں۔

استاذ المناظرین مولانا عبدالحی جام پوری، سردار غلام یاسین کھوسہ رئیس جام پوری، سابق شیعہ خطیب مولانا محسن رضا فاروقی اور سید فدا حسین رام پوری نے اپنی خدمات مجلس تحفظ حقوق اہل سنت کے سپرد کر دی ہیں۔

مجلس تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت کے صدر علامہ عبدالشکور دین پوری اور جنرل سیکرٹری مولانا سید عبدالمجید ندیم نے ایک بیان میں مذکورہ بالا راہنماؤں کی مجلس میں شمولیت کا خیر مقدم کیا ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب متوجہ ہوں

جمعیت علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر غلام محمد نے آج وزیر اعلیٰ پنجاب کے نام ایک ٹیلی گرام میں ان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ جی، ٹی روڈ پر پرائیویٹ بسوں کی آمد ورفت میں مسلسل تعطل سے پیدا شدہ صورت حال پر توجہ دیں اور عوام کو اس پریشانی سے نجات دلائیں۔

ٹیلی گرام میں کہا گیا ہے کہ وزیر اعظم بھٹو کے دورۂ گوجرانوالہ کے موقع پر پرائیویٹ بسوں کی مسلسل پکڑ دھکڑ کی وجہ سے گذشتہ تین روز سے راولپنڈی اور لاہور کے درمیان کوئی پرائیویٹ بس نہیں چلی اور بس سٹاپوں پر ہزاروں مسافر پریشان اور خراب ہو رہے ہیں

ڈاکٹر غلام محمد نے وزیر اعلیٰ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ذاتی طور پر مداخلت کر کے عوام کو اس مصیبت سے نجات دلائیں۔

آزادانہ الیکشن کے لئے اقتدار چیف جسٹس کو سونپا جائے

کراچی، ۲۲ دسمبر جمعیت علماء اسلام سندھ کے جوائنٹ سیکرٹری مولانا عبدالرزاق عزیز سندھ کے نائب صدر صوفی عبدالحنان، مولانا نورالہدی عمران شاہ اور لعل محمد عباسی نے اپنے مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا جس کہ عام انتخابات سے قبل تمام سیاسی اسیروں کو رہا کیا جائے۔ سیاسی لیڈروں پر بنائے گئے مقدمات واپس لئے جائیں۔ ہنگامی حالات کا خاتمہ کیا جائے۔ سیاسی آزادیاں بحال کی جائیں اور الیکشن کی قطعی تاریخ کا اعلان کیا جائے۔ جمعیت کے راہنماؤں نے کہا سیاسی بے یقینی کا اب خاتمہ ہونا چاہیے۔

دفعہ ۱۴۴ اٹھا کر تمام سیاسی جماعتوں کو عام جلسے اور جلوس کی اجازت دی جائے۔ انھوں نے کہا کہ اگر حکومت آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے میں مخلص ہے تو پھر عام انتخابات کی تاریخ کے اعلان کے ساتھ ہی حکومت مستعفی ہو جائے۔ اور چیف جسٹس کے حوالے کر دیا جائے۔ یا پھر قومی حکومت تشکیل دی جائے۔ جمعیت کے راہنماؤں نے کہا موجودہ اسمبلی کی میعاد ختم ہو جائے اور اس کے ٹوٹ جانے کے بعد اس اسمبلی کی طاقت کے بل بوتے پر وجود میں آئی ہوئی حکومت کو مزید اقتدار سے چمٹے رہنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔

جمعیت کے راہنماؤں نے کہا حکومت عام انتخابات سے قبل اپوزیشن کو اپنے اعتماد میں لے۔ ورنہ عوام سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ حکومت آزادانہ الیکشن کرانے میں مخلص نہیں ہے۔ جمعیت کے راہنماؤں نے اپوزیشن کے محاذ میں شامل جماعتوں کے سربراہوں سے اپیل کی ہے کہ وہ عام انتخابات میں حصہ لینے سے متعلق اپنے فیصلے کا جلدی اعلان کریں تاکہ محاذ میں شامل جماعتوں کے کارکنوں میں پھیلی ہوئی۔ مایوسی دور ہو اور جلدی ہی عوامی رابطہ کی مہم شروع کر دیں اور رائے عامہ کو اپوزیشن کے حق میں ہموار کریں۔

دھاندلی اور زیادتی

جمعیت علماء اسلام حلقہ راوی روڈ لاہور کے کارکنوں کا ایک ہنگامی اجلاس قاری عبدالحمید صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں جمعیت علماء اسلام کے ناظم عمومی میاں محمد حنیف صاحب کی زمین پر پی، پی، پی کے کارکنوں کی طرف سے جبری قبضہ کی مذمت کی گئی۔

یاد رہے کہ میاں صاحب کی ایک سو سے زیادہ کنال زمین پر پی، پی، پی کے لوگ قابض ہو چکے ہیں اور ہائی کورٹ کے حکم امتناعی کے باوجود قبضہ برقرار ہے اور قانون پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ واضح رہے کہ یہ تمام تر کاروائیاں مخالف سیاسی ورکروں کو ہراساں کرنے کے لئے کی جا رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ملک میں آزادی وجمہوریت کا ڈھنڈورہ بھی پیٹا جا رہا ہے۔

اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ کم از

کم عدالت عالیہ کے آرڈر کا احترام کرے اور اپنے کارکنوں کو اس لاقانونیت سے باز رکھے۔

ضلع ژوب

مورخہ ۷،۸ دسمبر ۱۹۷۴ء بعد از نماز جمعہ دفتر جمعیۃ العلماء اسلام میں جمعیت العلماء اسلام ضلع ژوب کی مجلس شوریٰ اور مجلس عمومی کا مشترکہ اجلاس زیر صدارت امیر جمعیت علماء اسلام ضلع ژوب مولانا محمد اسحاق خوستی منعقد ہوا جس میں کافی غور وخوض اور بحث و مباحثہ کے بعد متفقہ طور پر مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ حقوق نسواں کمیٹی کی سفارشات میں جو جذبہ ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ حقوق نسواں کے متعلق اسلام میں واضح نظریہ حیات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ صدیوں سے اب تک قرآن کے احکام اور اسلام کے بنیادی اصولوں کی اساس پر حقوق نسواں ایک غیر متنازع مسئلہ ہے۔ اب سفارشات کمیٹی انہی اصول و قواعد کے مطابق ہونی چاہیے تھی۔ لیکن ملک کے باخبر اخبار اور جرائد کے توسط سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حقوق نسواں کے نام پر کچھ مراعات ایسی ہیں۔ جو قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہیں۔ بحیثیت ایک مسلمان کے ایسی مداخلت قبول نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے یہ اجلاس پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ حقوق نسواں کا تعین صرف کلام اللہ اور احادیث نبوی کی روشنی میں کیا جائے۔ اور ایسی لادینی سرگرمیوں سے احتراز کیا جائے۔ تاکہ عام مسلمان کے جذبات متاثر نہ ہوں۔

۔ حکومت نے آباد کاری کے لئے جو کمیٹیاں نامزد کی ہیں وہ تمام پیپلز پارٹی کے افراد پر مشتمل ہیں۔ ان کمیٹیوں کی توسط سے ملک میں جو کام ہوا ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے حکومت کا لاکھوں روپیہ اقربا پروری اور پارٹی پوزیشن کی بنیاد پر ضائع کیا گیا ہے۔ حالانکہ ان رقومات سے عوام کا مفاد مطلوب تھا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جمہوری اور پارلیمانی اصولوں کو پس پشت ڈالا گیا ہے۔ کیونکہ نامزدگی جمہوری روح کے منافی ہے۔ اور جمہوریت اور انصاف کا تقاضا ہے کہ ان کمیٹیوں میں عوام کے مقبول نمائندہ افراد کو بلا تخصص پارٹی منتخب کیا جاتا لیکن اس کے برعکس جو کاروائی ہوئی ہے۔ اس میں حکومت اور عوام کا کوئی مفاد نظر نہیں آتا اس لئے یہ پرزور مطالبہ کرتے ہیں ہم حق بجانب ہیں کہ حزب اختلاف کی پارٹیوں میں سے مساوی بنیاد پر نمائندگان لیا جائے۔ تاکہ گذشتہ کاروائیوں کی چھان بین کر کے عوام کے حقوق کو محفوظ کرا کے منصفانہ طور پر قومی معیشت کو ایسی نمائندہ کمیٹیوں کی توسط سے تقویت پہنچائی جا سکے اور آئندہ کے لئے ایسی غلطیوں کا اعادہ نہ ہو۔

شاہدرہ

مورخہ ۱۲/ دسمبر بروز اتوار جمعیت علماء اسلام حلقہ شاہدرہ کا اجلاس زیر صدارت ملک شیر محمد صاحب منعقد ہوا۔ جس میں از سر نو حلقہ شاہدرہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ مندرجہ ذیل عہدیدار مقرر ہوئے۔

صدر .... ملک شیر محمد صاحب
نائب صدر اول .... مولانا عبد الرحمٰن //
// دوم .... مولانا اللہ داد //
ناظم اعلیٰ .... جناب سراج دین //
نائب ناظم اول .... عبد الرشید //
// دوم .... قاری عبد الغفور //
خازن .... نور محمد صاحب طارق
سیکرٹری نشر و اشاعت ... جناب محمد ارشد
نائب // // ..... مصطفیٰ //
سالار اعلیٰ .... ملک نذیر احمد //
نائب سالار .... محمد نقی

بعد میں اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جناب صدر صاحب نے موجودہ صورت حال پر روشنی ڈالی اور زور شور سے کام کرنے کی تلقین کی اور مطالبات سیکرٹری جناب ارشد صاحب نے پیش کئے

۱۔ ملک سے ہنگامی حالت ختم کی جائے اور جمہوریت بحال کی جائے۔
۲۔ سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔
۳۔ آزادانہ عام انتخابات کرائے جائیں۔

جمعیت علماء اسلام حلقہ شاہدرہ کے صدر اور ... علماء نے ... برکت ٹاؤن کا دورہ کیا۔ اور وہاں کا اجلاس بلا کر نیا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

امیر .... مولانا غلام یزدان صاحب
نائب امیر .... حاجی تاج دین //
ناظم اعلیٰ .... زاہد اقبال
نائب ناظم .... محمد جاوید اقبال
خازن .... الطاف الرحمٰن
سالار .... مولوی عبد العزیز

بہاول پور

بہاول پور کی تمام جامع مساجد میں مندرجہ ذیل قرار داد پاس کی گئیں۔

قرار داد

جامع مسجد کا عظیم الشان اجتماع حکومت سے خصوصاً حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ جامعہ عباسیہ بہاول پور جو نواب محمد صادق خان عباسی نے قائم کیا تھا۔ اس کے بعد برسر اقتدار حکومت اس کو ترقی دے کر جامعہ اسلامیہ کے نام سے چلاتی رہی جس میں خالص دینی تعلیم ہوتی تھی۔ اور جامعہ اسلامیہ سے نوجوان طبقہ علامہ کی ڈگری حاصل کر کے نکلتا تھا۔ مگر افسوس کہ آج جامعہ اسلامیہ کو مزید ترقی دے کر اسلامیہ یونیورسٹی کا درجہ تو دیا گیا۔ لیکن اس میں بجائے اسی دینی تعلیم کو قائم رکھنے۔ لیکن یہاں پر مخلوط تعلیم کو رواج دیا گیا۔ اور اسلامیات کا مضمون غیر ضروری قرار دیا گیا۔ جب کہ پاکستان کی حکومت یہ کہا کرتی تھی کہ ایک دن آئے گا کہ جامعہ ازہر کے بعد پوری دنیا میں جامعہ اسلامیہ کا درجہ ہو گا۔

لہٰذا پاکستانی عوام کے مذہبی جذبات کا احترام کرتے ہوئے مخلوط تعلیم کو ختم کر کے حسب دستور اسلامیات کا مضمون لازمی قرار دیا جائے۔

کاروائی اجلاس سب ڈویژن اوکاڑہ

مورخہ ۱۱/ نومبر کو جمعیت علماء اسلام سب ڈویژن (جنرل بس سٹینڈ) اوکاڑہ کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا خلیل احمد رشیدی منعقد ہوا۔

اجلاس میں موجودہ حالات پر تبصرہ اور جمعیت کے پروگرام میں توسیع کے مسائل زیر بحث آئے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے ملکی حالات پر روشنی ڈالی۔ جب کہ اجلاس میں شامل دوسرے حضرات

نے بھی اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور مندرجہ ذیل چار قرار دادیں بالاتفاق رائے منظور کی گئیں۔

۱- یہ اجلاس برصغیر کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے اور درجات بلند کرے۔

۲- یہ اجلاس جمعیت طلباء اسلام پاکستان کے راہنما جناب جاوید ابراہیم پراچہ کو پشاور یونیورسٹی میں جمعہ کو تعطیل کرانے کی کامیابی پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔

۳- یہ اجلاس موجودہ حکومت کے غیر اسلامی اقدامات اور مسلسل دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ پر غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ غیر آئینی پابندیاں ختم کی جائیں تاکہ ہر جماعت آزادی کے ساتھ عوام کے سامنے اپنا موقف پیش کر کے انتخابات میں حصہ لے سکے۔

۴- حقوق نسواں کمیٹی کی سفارشات سراسر غیر اسلامی اقدام ہے۔ یہ کسی طرح برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

ضلع سیالکوٹ کا اجلاس

مورخہ ۲۴ دسمبر بروز جمعہ جامع مسجد وہاب ڈسکہ کوٹ میں امیر ڈسکہ مولانا محمد افضل صاحب کی صدارت میں جمعیت العلماء اسلام ڈسکہ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں امیر ضلع حضرت مولانا محمد فیروز خان نے خطاب فرمایا۔ ترجمان اسلام کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے پر زور دیا۔ اور کارکنوں کو ہدایت فرمائی کہ ترجمان کا پابندی سے مطالعہ فرمائیں۔ بعد ازاں مولانا نے متحدہ محاذ لاہور ڈویژن میں ملی ہوئی ہدایات سنائیں اور بتلایا کہ محاذ کی ضلعی شاخ کو قائم کر دیا گیا ہے۔ اب محاذ ڈسکہ میں بھی قائم ہونا چاہیے۔ جس کی کارکنوں نے منظوری دی۔ اس کے بعد ہاؤس سے الیکشن میں حصہ لینے پر تجویز پوچھی گئی جس کی ایوان نے منظوری دی اور طے پایا کہ اگر انتخابات ہوئے تو جمعیت تحصیل ڈسکہ اور پسرور سے پوری جرأت کے ساتھ اپنے نمائندے کھڑے کرے گی۔ مرکز کی طرف سے جو بھی ہمیں ہدایت ملیں گی۔ ان کے مطابق کام کریں گے۔ اس کے بعد جمعیت کا دفتر ڈسکہ میں قائم کرنے پر غور کیا گیا طے پایا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر دفتر قائم کر دیا جائے گا

قرار دادیں

۱- یہ اجلاس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکرٹری کی گرفتاری پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔

۲- یہ اجلاس امیر ضلع مولانا محمد فیروز خان پر دو مقدمات قائم کرنے کی مذمت کرتا ہے۔

۳- یہ اجلاس جامع مسجد نور گوجرانوالہ کے قائم کردہ مقدمات ختم کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

۴- یہ اجلاس جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنماؤں حضرت درخواستی حضرت مفتی صاحب اور دیگر حضرات کے منتخب ہونے پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔ اور حضرت درخواستی کی صحت کے لئے دعا کرتا ہے۔

ضلع وہاڑی

مجلس عاملہ جمعیت علماء اسلام ضلع وہاڑی کا ایک اجلاس ۵ محرم ۱۳۹۷ھ بروز پیر زیر صدارت جناب طہیر احمد شاہد صاحب امیر ضلعی جمعیت دفتر ضلع وہاڑی میں منعقد ہوا جس میں ۲ قرار دادیں بالاتفاق منظور کی گئیں۔

۱- جناب حاجی محمد رفیق صاحب نمبردار چک نمبر ۵۰ ڈبلیو بی نائب امیر جمعیت علماء اسلام ضلع وہاڑی کی صاحبزادی کی وفات پر صدمہ کا اظہار کیا گیا اور مرحومہ کے لئے مغفرت اور رفع درجات کی دعا کی گئی اور پسماندگان خاص کر نمبردار صاحب مذکورہ کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

۲- یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا محمد شاہ صاحب امروٹی اور امیر جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ و صدر متحدہ جمہوری محاذ کو ڈی سی سکھر نے ایک ماہ کے لئے نظر بند کیا ہے۔ یہ جمہوریت کے خلاف ہے اور بنیادی حقوق کے سراسر خلاف ہے۔ لہٰذا مولانا کے خلاف نظر بندی کے احکام واپس لئے جائیں

انتخاب

عہدیدار جمعیت علماء اسلام چک ڈبلیو بی ۱۶۸ (راجو) ڈاک خانہ ٹھینگی کالونی تحصیل و ضلع وہاڑی۔

سرپرست ...... سید طہیر احمد شاکر

امیر ...... صوفی محمد رمضان صاحب

نائب امیر ...... محمد اسلم ″ ″

ناظم عمومی ...... چوہدری بشیر احمد ″ ″

ناظم نائب ...... حاجی غلام محمد صاحب مہر

خازن ...... جناب منیر احمد ″ ″

سالار ...... بشیر احمد ″ ″

تردید

گزشتہ دنوں شکارپور میں وزیر اعلیٰ سندھ غلام مصطفےٰ جتوئی کے سامنے خدا ڈنہ خان بھٹو اپنے ساتھیوں سمیت جمعیت علماء اسلام سے مستعفی ہو کر پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ یاد رہے کہ خدا ڈنہ خان ابتدا ہی سے جمعیت علماء اسلام کے ساتھ وابستہ نہیں تھا اور نہ ہی اس کی کوئی فارم رکنیت داخل ہے۔ اور جمعیت علماء اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جمعیت العلمائے اسلام میں شمولیت کا خیر مقدم

بٹ خیلہ ۲۶ دسمبر جمعیت العلماء اسلام بٹ خیلہ مالاکنڈ ایجنسی کے دفتر سے جاری شدہ ایک پریس ریلیز میں بتایا گیا ہے کہ راحت خان عمرخیل نے بمعہ اپنے ساتھیوں کے جمعیت العلمائے اسلام میں شمولیت اختیار کی۔ انہوں نے اپنے اس فیصلے کا اعلان مجلس شوریٰ کے اجلاس میں کیا۔ ان کی شمولیت کا خیر مقدم کرتے ہوئے۔ قاضی عبدالحی امیر جمعیت بٹ خیلہ نے کہا ہے۔ کہ جمعیت العلمائے اسلام واحد جماعت ہے۔ جو کہ مساوات محمدی نظام شرعی اور جمہوریت پر یقین رکھتی ہے۔ راحت خان عمرخیل نے کہا کہ میں نے جمعیت میں شمولیت کا فیصلہ نہایت سوچ بچار کے بعد کیا ہے۔ انہوں نے جمعیت کو اپنی غیر مشروط حمایت کا یقین دلایا۔ اور مفتی صاحب اور دیگر زعماء جمعیت پر اعتماد کا غیر متزلزل اعلان کیا۔ ان کی شمولیت کا خیر مقدم کرتے ہوئے نائب امیر نے کہا کہ راحت خان عمرخیل کی شمولیت سے جمعیت میں ایک نئی روح دوڑ جائے گی

مرتب :- غلام اللہ خان لاہور

علماءِ حق پر ناروا پابندیاں

حکمران پارٹی کے مخصوص عزائم کی غماز ہیں ، محمد فاروق قریشی

سیّد منیر احمد شہیدؒ کا خون رائیگاں نہیں جائے گا“

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے ناظم عمومی محمد فاروق قریشی نے حکومت کے اس رویہ پر شدید احتجاج کیا ہے کہ متعدد مقامات پر علماء حق پر ناروا پابندیاں عاید کی جارہی ہیں ۔ گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے رہنما حضرت مولانا غلام ربانی کو قیدِ بامشقت اور جرمانے کی سزا سنائی گئی ۔ مشہور بزرگ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال بانی انجمن خدام اہل سنت کو ان کے فرزند سمیت گرفتار کرکے علاقہ کے شیعہ طبقہ کو خوش کرنے اور ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی گئی اس کے فوراً بعد سرزمین سندھ کے مایہ ناز فرزند ، برطانوی استعمار کے ازلی دشمن ، متحدہ جمہوری محاذ اور جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے رہنما حضرت مولانا سید محمد شاہ امروٹی کو ایک ماہ کے لیے نظر بندی کے احکامات جاری کیے گئے ۔ بظاہر اس کی وجہ محرم الحرام کی تقدیس اور امن کا قیام ظاہر کی گئی ہے ، حالانکہ آج سے ایک برس پہلے محرم کے تقدس و احترام کی آڑ میں حضرت کے صاحب زادے اور جمعیۃ طلباء اسلام سکھر کے صدر جناب سیّد منیر احمد شاہ صاحب کو متبعین شمر نے دن دہاڑے خون میں نہلا کر امروٹ کو سرزمین کربلا میں تبدیل کر دیا تھا ، لیکن ان کے اس اقدام سے بھی حضرت اقدس مدظلہ کے پایۂ استقلال میں ذرہ بھی اضمحلال پیدا نہ ہوسکا ، بلکہ ملتِ اسلامیہ کے اس عظیم سپوت نے برملا فرمایا کہ :

”دین اسلام اور عقایدِ صحیحہ کی ترویج واشاعت کے لیے ایک منیر نہیں ، میری تمام اولاد کو تہ تیغ کر دیا جائے ، لیکن محمد شاہ (مدظلہ) پھر بھی اپنے اکابر کے مقدس مشن سے انحراف نہیں کرے گا“

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے ناظم عمومی نے کہا کہ سید منیر احمد کا خون رائیگان نہیں جائے گا ۔ بلکہ اس کے ایک ایک قطرۂ لہُو کا حساب لیا جائے گا ۔ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کا ہر کارکن سید منیر احمد شہیدؒ کے مشن پر کاربند ہے ۔ اور آج کے دن خدا کو گواہ کرکے عہد کرتے ہیں کہ جس مقدس مشن کے تحفظ کیلیے سید منیر احمد شہیدؒ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے میں کوئی پس و پیش نہیں کی ہم اسی مقصد کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیتے ہوئے جدوجہد کا عہد کرتے ہیں اور حکومت جو کہ علماء اہل سنت جو کہ پاکستان ٪۹۰ عوام کی نمایندگی کرتے ہیں پر بے جا اور ناروا پابندیاں عاید کرکے اقلیت کو خوش کرنے اور فرقہ وارانہ فسادات پیدا کرکے ملک میں بدامنی کو ہوا دے کر ہنگامی حالات میں توسیع کرنے اور عام انتخابات کے التوا کا بہانہ قرار دینے پر تلی ہوئی ہے ہم اس اقدام کی سخت مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈوں سے باز آجائے اور ملک کے اکثریتی طبقہ کے مذہبی جذبات کا خیال کرتے ہوئے تمام علماء سے پابندیوں کا سلسلہ بیجا یکسر ختم کر دے ۔

گوجرانوالہ

جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ کی مجلس عاملہ کا اجلاس دفتر اسلامیہ کالج روڈ میں منعقد ہوا ۔ جس میں شہری اور ضلعی باڈسی کو منظم کرنے اور تنظیمی صورتِ حال کا جائزہ لیا گیا ۔ آخر کار تحصیل وار دورہ کرنے کے لیے تین کمیٹیاں تشکیل دی گئیں ۔ تحصیل گوجرانوالہ کے لیے عبدالغفور بٹ ضلعی سیکرٹری اطلاعات اور صدر ضلع گوجرانوالہ محمد فاروق شیخ پنجاب یونیورسٹی لاہور کو اور تحصیل حافظ آباد کے لیے جناب ظہیر میر صاحب پنجاب یونیورسٹی لاہور ، عبدالرؤف ربانی جنرل سیکرٹری صُوبہ پنجاب کو اور تحصیل وزیر آباد کے لیے منیر احمد جنرل سیکرٹری ضلع گوجرانوالہ ۔ محمد عرفان اسلامیہ کالج گوجرانوالہ کو مقرر کیا گیا ۔ اجلاس کے آخر میں فیصلہ کیا گیا کہ شہر گوجرانوالہ میں مختلف مقامات پر شہادت کے موضوع پر جلسوں کا انعقاد کیا جائے ۔ چنانچہ دس اجتماعات کرانے کا فیصلہ ہوا ۔ آٹھ شہر گوجرانوالہ ، ایک گکھڑ منڈی اور ایک حافظ آباد ۔

ان اجلاس میں مولانا زاہد الراشدی صاحب جناب حافظ گلزار احمد آزاد ، مولانا عبدالقدوس جناب ظہیر میر نائب صدر صوبہ پنجاب پنجاب یونیورسٹی عبدالرؤف ربانی جنرل سیکرٹری صوبہ پنجاب ، رشید اختر نائب صدر سٹوڈنٹس یونین ڈگری کالج حافظ آباد ، محمد عرفان اسلامیہ کالج گوجرانوالہ ، محمد زبیر بٹ عطاء محمد اسلامیہ ہائی سکول ، عبدالغفور ہزاروی سیکرٹری اطلاعات ضلع گوجرانوالہ ، محمد اعظم گوجرانوالہ ، محمد اسلم چنیوٹی نصرت العلوم گوجرانوالہ ، قاری نذیر احمد فاروقی صدر نصرت العلوم گوجرانولہ ، سخی داد بے نوا صدر انوار العلوم گوجرانوالہ ، محمد فاروق شیخ صدر ضلع گوجرانوالہ ہیلے کالج لاہور خطاب کریں گے ۔

پروگرام مندرجہ ذیل ہے :

بروز جمعہ	۹ محرم	شیرانوالہ جامع مسجد گوجرانوالہ بعد نماز جمعہ
” اتوار	۱۱ ”	مدنی مسجد پگانوالہ بازار گوجرانوالہ بعد نمازِ عشاء
” منگل	۱۳ ”	صدیقیہ مسجد رسول پورہ گوجرانوالہ

بعد نمازِ عشاء

بروز جمعہ ۱۶ محرم — مسجد نور پونڈانوالہ محلہ گوجرانولہ — بعد نمازِ جمعہ

بروز اتوار ۱۸ 〃 — مسجد حافظ سلیمان گھنٹہ گھر گوجرانوالہ — بعد نماز عشاء

〃 منگل ۲۰ 〃 — مسجد نوریانوالی گلی ۵ 〃 — بعد نماز عشاء

〃 جمعرات ۲۲ 〃 — مسجد کوٹھی برکت رام 〃 — بعد نماز عشاء۔

〃 جمعہ ۲۳ 〃 — مکی مسجد ڈیوڑا پھاٹک بعد نمازِ جمعہ۔

حافظ آباد

۲۴ دسمبر۔ جمعیۃ طلباء اسلام حافظ آباد کا ایک اجلاس زیرِ صدارت حافظ شوکت محمود صاحب نائب صدر ضلع گوجرانوالہ منعقد ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض گورنمنٹ ڈگری کالج حافظ آباد یونین کے نائب صدر جناب رشید اختر نے سرانجام دیئے۔ اجلاس کا آغاز مدرسہ اشرفیہ کے طالب جناب حافظ لیاقت علی صاحب نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ پھر سٹیج سیکرٹری جناب رشید اختر نے طلباء سے تعاون کرایا۔ بعد میں طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علماء حق نے ہر ظلم و تشدّد کا مقابلہ کیا اور جو نیا فتنہ کھڑا ہوا تو علماء ہی نے اس کی سرکوبی کی۔

بعد میں سیکرٹری اطلاعات ضلع گوجرانوالہ جناب عبد الغفور بٹ نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ آپ کا تعلق علماء حق سے ہے۔

ان کے بعد جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے صدر جناب محمد فاروق شیخ نے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد اور اتحاد کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ تینوں مقررین نے جامعہ پشاور یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے جنرل سیکرٹری اور جمعیۃ طلباء اسلام کے نائب صدر جناب جاوید ابراہیم پراچہ کو پشاور یونیورسٹی میں جمعہ کو ہفتہ وار تعطیل کروانے اور مرزائیوں کا داخلہ ممنوع کرانے پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

اجلاس میں مدرسہ اشرفیہ کے طلبہ کے علاوہ سکول اور کالج کے تقریباً تیس طلباء نے شرکت کی۔

آخر میں سٹیج سیکرٹری نے چند قرار دادیں پڑھ کر سنائیں جو تمام شرکاء اجلاس نے منظور کیں۔

قرار دادیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ یہ اجلاس جامعہ پشاور میں جمعیۃ طلباء اسلام کے نائب صدر اور سٹوڈنٹس یونین کے جنرل سیکرٹری جناب جاوید ابراہیم پراچہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ انہوں نے جامعہ میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ کو اور مرزائیوں کا داخلہ ممنوع سینٹ سے منظور کروایا۔

۲۔ یہ اجلاس مولانا محمد شریف جالندھری کی گرفتاری کی پرزور مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا کو جلد از جلد رہا کیا جائے۔

۳۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ حافظ آباد ڈگری کالج کے طلباء کے تمام مسائل حل کیے جائیں

۴۔ یہ اجلاس خدام اہل سنت والجماعت کے امیر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی گرفتاری کی مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا کو فی الفور رہا کیا جائے۔

۵۔ یہ اجلاس ملک میں دفعہ ۱۴۴ کی پرزور مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ اس لعنت کو ختم کیا جائے۔

عبد الغفور بٹ ناظم نشر و اشاعت
جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ

پشاور

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع پشاور کی مجلس عمومی کا اجلاس ۲۴ دسمبر ۱۹۷۶ء بروز جمعہ ۲ بجے صوبائی دفتر جمعیۃ طلباء اسلام سرکی گیٹ میں منعقد ہوا۔ ضلع پشاور اور صوبہ سرحد کے صدر جناب فضل الرحمٰن صاحب نے اجلاس کی صدارت کی۔ اجلاس میں ضلع بھر کے تعلیمی اداروں سے کثیر تعداد میں طلباء نے شرکت کی۔ اجلاس میں پشاور یونیورسٹی شعبہ اسلامیات کے صدر جناب حافظ عبد الغفور صاحب اور حافظ بشیر احمد صاحب جنرل سیکرٹری جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد مہمان خصوصی تھے۔

اجلاس کی کارروائی جناب حافظ نور محمد صاحب کی تلاوتِ کلام پاک سے شروع ہوئی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب سراج الدین ہلال مروت نے سرانجام دیئے۔ اس کے بعد طلباء نے اپنا اپنا تعارف کرایا۔

تعارف کے بعد صدرِ اجلاس نے تفصیل سے اجلاس کے مقاصد اور جمعیۃ کے پروگرام پر روشنی ڈالی اور ۹ اپریل ۱۹۷۶ء سے ۲۳ دسمبر تک کی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا۔ اس کے بعد جمعیۃ طلباء اسلام ضلع پشاور کی ضلعی شاخوں کے انتخابات کیے گئے۔ جناب فضل الرحمٰن صاحب کو کنوینر مقرر کیا گیا اور حمید اللہ حامد محمد امجد صاحب، سراج الدین ہلال مروت اور سید نصیب علی شاہ کو ان کا معاون مقرر کیا گیا۔ وہ ایک مہینہ کے اندر ضلع پشاور کے ساتھ تمام متعلقہ شاخوں کے انتخابات کرائے گئیں۔

اجلاس کے آخر میں چند قرار دادیں پیش کی گئیں۔ جنکو متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔

۱۔ جمعیۃ طلباء اسلام ضلع پشاور کا یہ عظیم الشان اجلاس مرکزی رہنماؤں اور صوبائی رہنماؤں خصوصاً جناب میاں محمد عارف، جناب محمد فاروق قریشی فضل الرحمٰن اور جناب بشیر احمد صاحب کمال پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔

۲۔ یہ اجلاس ملک میں بڑھتی ہوئی فحاشی اور بے حیائی پر افسوس کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ فحاشی اور عریانی اور فحش تصاویر کی اشاعت پر پابندی عاید کرے۔

۳۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ نسواں کمیٹی کی تمام سفارشات کو مسترد کر دے اور کسی خلاف اسلام قانون کو نافذ کر کے عامۃ المسلمین کے احترام اور ان کے جذبات کو ٹھیس نہ پہونچائیں

۴ ملک میں صحیح جمہوریت نافذ کی جائے اور دفعہ ۱۴۴ کے بے تحاشہ استعمال کو ختم کر کے ملک میں سیاسی گھٹن ختم کی جائے۔

مرکزی مجلسِ عاملہ کا اجلاس:

مرکزی مجلسِ عاملہ کا اجلاس مورخہ ۸-۹ جنوری [illegible] بروز ہفتہ اتوار مرکزی دفتر شاہ عالم لاہور میں منعقد ہوگا۔ اراکین عاملہ کو دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی رکن عاملہ کو دعوت نامہ بروقت نہ ملے تو اسی خبر کو دعوت نامہ خیال کرتے ہوئے بروقت تشریف لے آئیں۔

(محمد فاروق قریشی)